15

ہفت روزہ
لاہور
ندائے خلافت
www.tanzeem.org
تنظیم اسلامی کا ترجمان

مسلسل اشاعت کا 35واں سال

تنظیم اسلامی کا پیغام
خلافت راشدہ کا نظام

3 تا 9 ذوالقعدہ 1447ھ / 21 تا 27 اپریل 2026ء

حاکمیتِ مطلقہ فقط اللہ کی ہے!

دین اسلام کی فطرت ایک بنیادی اور اصلی حقیقت پیشِ نظر رکھتی ہے۔ وہ یہ کہ انسانی زندگی کی چھوٹی سے چھوٹی چیز کا بھی اللہ تعالیٰ کی حاکمیتِ مطلقہ کے سامنے جھکنا واجب ہے۔ یہ حاکمیت مطلقہ اس کی شریعت میں متمثل ہوتی ہے۔ زندگی کا جو جزو بھی اس سے باہر ہوگا، اس حد تک زندگی کو اللہ کے دین سے بغاوت وخروج سمجھا جائے گا۔ اور اس سے یہ بات ازخود لازم آجاتی ہے کہ انسانی زندگی کا کوئی جزو بھی بشری حاکمیت کے تابع نہ رہے۔ بشری حاکمیت سے پوری خلاصی حاصل کی جائے۔ جس بشر کو جس حد تک تحلیل وتحریم کا اختیار سونپا جائے گا وہ اُسی حد تک سونپنے والوں کا ''خدا'' ہوگا۔ وہ خود بھی --- اگر زندہ ہو اور برضاء ورغبت، یا لجبر واکراہ ایسا کرے --- باغی ہے۔ اور اُسے یہ اختیار دینے والے بھی اللہ کی حاکمیت کے باغی ہیں۔ کائنات کا الٰہ فقط ایک اللہ وحدہٗ ہے۔

سید قطب شہیدؒ
تفسیر فی ظلال القرآن

مسجدِ اقصیٰ کی حرمت اور فلسطینی مسلمانوں کو اپنی دعاؤں میں شامل رکھیں!

اس شمارے میں

مذاکرات کا دوسرا دور؟
باقیات الصالحات اور ڈیجیٹل آلات کے استعمال میں احتیاط
امریکہ ایران مذاکرات کا دوسرا دور
خود احتسابی اور دروں بینی کا اہتمام
دجال کی عالمی حکومت اور نیو ورلڈ آرڈر کی حقیقت
فساد فی الارض

قرآن کریم: کتابِ ہدایت و رحمت

سُورۃُ لُقمٰن | بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ | آیات: 1 تا 3

الٓـمّٓ ۚ ﴿۱﴾ تِلۡكَ اٰيٰتُ الۡكِتٰبِ الۡحَكِيۡمِ ۙ ﴿۲﴾ هُدًى وَّرَحۡمَةً لِّلۡمُحۡسِنِيۡنَ ۙ ﴿۳﴾
الَّذِيۡنَ يُقِيۡمُوۡنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤۡتُوۡنَ الزَّكٰوةَ وَهُمۡ بِالۡاٰخِرَةِ هُمۡ يُوۡقِنُوۡنَ ؕ ﴿۴﴾

آیت ۱: ﴿الٓـمّٓ ﴿۱﴾﴾ ’’الف‘ لام‘ میم۔‘‘

سورۃ البقرۃ کی پہلی آیت بھی انہی تین حروف پر مشتمل ہے۔

آیت ۲: ﴿تِلۡكَ اٰيٰتُ الۡكِتٰبِ الۡحَكِيۡمِ ﴿۲﴾﴾ ’’یہ حکمت بھری کتاب کی آیات ہیں۔‘‘

سورۃ البقرۃ سے تقابل کریں تو وہاں آیت ۲ میں ﴿ذٰلِكَ الۡكِتٰبُ لَا رَيۡبَ ۛۚ فِيۡهِ ۛۚ﴾ کے الفاظ ہیں۔

آیت ۳: ﴿هُدًى وَّرَحۡمَةً لِّلۡمُحۡسِنِيۡنَ ﴿۳﴾﴾ ’’ہدایت اور رحمت محسنین کے حق میں۔‘‘

یعنی قرآن محسنین کے لیے سراسر ہدایت اور سراپا رحمت ہے۔ یاد رہے سورۃ البقرۃ کی آیت ۲ میں اس کے مقابل ﴿هُدًى لِّلۡمُتَّقِيۡنَ ﴿۲﴾﴾ کے الفاظ ہیں کہ یہ ہدایت ہے اہل تقویٰ کے لیے۔ یہاں پر ایک تو ہدایت کے ساتھ لفظ ’’رَحۡمَة‘‘ کا اضافہ فرمایا گیا ہے۔ اس کے علاوہ یہاں کتاب سے استفادہ کے حوالے سے ’’متقین‘‘ کے بجائے ’’محسنین‘‘ کا ذکر ہے۔ محسنین دراصل متقین سے بلندتر درجے پر فائز وہ لوگ ہیں جن کا ایمان ترقی پاتے پاتے ’’احسان‘‘ کے درجے تک پہنچ جاتا ہے ----’’احسان‘‘ قرآن کی ایک اہم اصطلاح ہے۔ اس کی وضاحت قبل ازیں سورۃ المائدۃ کی اس آیت کے ضمن میں کی جا چکی ہے: ﴿اِذَا مَا اتَّقَوۡا وَّاٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ثُمَّ اتَّقَوۡا وَّاٰمَنُوۡا ثُمَّ اتَّقَوۡا وَّاَحۡسَنُوۡا ؕ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الۡمُحۡسِنِيۡنَ ﴿۹۳﴾﴾ ’’جب تک وہ تقویٰ کی روش اختیار کیے رکھیں اور ایمان لائیں اور نیک عمل کریں اور پھر تقویٰ میں بڑھیں اور ایمان لائیں‘ پھر اور تقویٰ میں بڑھیں اور پھر درجہ احسان پر فائز ہو جائیں۔ اور اللہ تعالیٰ محسنوں سے محبت کرتا ہے‘‘۔ یہ اس درجہ بندی کی طرف اشارہ ہے جس میں سب سے پہلے اسلام‘ اس کے بعد ایمان‘ اور پھر اس کے اوپر احسان کا درجہ ہے۔ اسلام‘ ایمان اور احسان کی یہ تین منازل ’’حدیثِ جبریلؑ‘‘ میں بھی بیان ہوئی ہیں۔ چنانچہ اللہ کے راستے کے مسافروں کی اعلیٰ ترین منزل ’’احسان‘‘ ہے۔

درس حدیث

خسارے میں کون؟

عَنۡ أَبِي هُرَيۡرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ أَوَّلَ مَا يُحَاسَبُ بِهِ الۡعَبۡدُ يَوۡمَ الۡقِيَامَةِ مِنۡ عَمَلِهِ صَلَاتُهُ فَإِنۡ صَلُحَتۡ فَقَدۡ أَفۡلَحَ وَأَنۡجَحَ وَإِنۡ فَسَدَتۡ فَقَدۡ خَابَ وَخَسِرَ. فَإِنِ انۡتَقَصَ مِنۡ فَرِيضَتِهِ شَيۡءٌ قَالَ الرَّبُّ عَزَّ وَجَلَّ: انۡظُرُوا هَلۡ لِعَبۡدِي مِنۡ تَطَوُّعٍ فَيُكَمَّلَ بِهَا مَا انۡتَقَصَ مِنَ الۡفَرِيضَةِ. ثُمَّ يَكُونُ سَائِرُ عَمَلِهِ عَلَى نَحۡوِ ذٰلِكَ)) (سنن نسائی)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو فرمایا: ’’قیامت کے روز بندے سے سب سے پہلے اس کی نماز کا محاسبہ ہوگا، اگر وہ ٹھیک رہی تو کامیاب ہوگیا، اور اگر وہ خراب نکلی تو وہ ناکام اور نامراد رہا، اور اگر اس کی فرض نمازوں میں کوئی کمی ہوگی تو رب تعالیٰ فرشتوں سے فرمائے گا: دیکھو، میرے اس بندے کے پاس کوئی نفل نماز ہے؟ چنانچہ فرض نماز کی کمی کی تلافی اس نفل سے کر دی جائے گی، پھر اسی انداز سے سارے اعمال کا محاسبہ ہوگا۔‘‘

ہفت روزہ لاہور

ندائے خلافت

تا خلافت کی بنا دُنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

تنظیم اسلامی کا ترجمان نظامِ خلافت کا نقیب

بانی: اقتدار احمد مرحوم

3 تا 9 ذوالقعدہ 1447ھ جلد 35
21 تا 27 اپریل 2026ء شمارہ 15

مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید
مدیر: رضاء الحق

مجلس ادارت: ● فرید اللہ مروت ● محمد رفیق چودھری ● وسیم احمد باجوہ ● خالد نجیب خان

نگران طباعت: شیخ رحیم الدین
پبلشر: محمد سعید اسعد، طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس، ریلوے روڈ، لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی

”دارالاسلام“ ملتان روڈ چوہنگ لاہور۔ پوسٹل کوڈ 53800
فون: 78-35473375 (042)
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36-کے ماڈل ٹاؤن لاہور۔54700
فون: 03-35869501 فیکس: 35834000
nk@tanzeem.org

قیمت فی شمارہ 20 روپے

سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک........800 روپے
بیرون پاکستان
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا وغیرہ (21,000 روپے)
انڈیا، یورپ، ایشیا، افریقہ وغیرہ (16000 روپے)
ڈرافٹ، منی آرڈر یا پے آرڈر
”مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن“ کے عنوان سے ارسال کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے
Email:maktaba@tanzeem.org

”ادارہ“ کا مضمون نگار حضرات کی تمام آراء سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مذاکرات کا دوسرا دور؟

موجودہ عالمی و علاقائی حالات ایک نہایت پیچیدہ اور کثیر الجہتی بحران کی عکاسی کرتے ہیں، جس میں مشرقِ وسطیٰ ایک بار پھر عالمی طاقتوں کے تصادم کا مرکز بن چکا ہے۔ پاکستان کی میزبانی میں امریکہ اور ایران کے درمیان ہونے والے مذاکرات کے پہلے دور کی بظاہر ناکامی اسی وسیع تر جغرافیائی و نظریاتی کشمکش کی مظہر ہے۔ مذاکرات کے پہلے دور سے وابستہ توقعات اگرچہ ابتدا ہی سے محدود تھیں، تاہم نہ ہونے کے برابر پیش رفت سے خطے میں کشیدگی مزید بڑھ گئی ہے اور کئی نئے سوالات نے جنم لیا ہے۔

سب سے پہلے یہ سمجھنا ضروری ہے کہ اِن مذاکرات کے فوری نتیجہ خیز ثابت نہ ہونے کی بنیادی وجوہات کیا تھیں۔ ایک لفظ میں جواب کو سمویا جائے تو وہ ہے 'اسرائیل'۔ حقیقت یہ ہے کہ ناجائز صہیونی ریاست اسرائیل روزِ اوّل سے خطے میں جنگ بندی اور پائیدار قیامِ امن کے خلاف ہے۔ بھلا جب اُس کو اپنا 'تاریخی' اور 'روحانی' مشن پورا کرتے ہوئے گریٹر اسرائیل کو قائم کرنا ہے اور کرنا بھی جلد از جلد ہے تو وہ ایران اور عرب ممالک کے مابین بڑھتی ہوئی کشیدگی کو کیوں کم ہونے دے گا۔ ٹرمپ کا امریکہ تو اُس کے گھڑے کی مچھلی ہے۔ اُسے جب تک چاہے گا جنگ میں ملوث رکھے گا اور امریکہ کے لیے نئے سے نیا نشانہ تیار کرتا رہے گا۔ ایران تو ایک بہانہ ہے۔ درحقیقت اصل نشانہ پاکستان ہے کیونکہ مملکتِ خداداد کا نظریاتی بنیادوں پر قائم ہونا اسرائیل کے لیے ایک ایسا خطرہ ہے جو کسی بھی وقت اپنی اصل امکانی صلاحیت (Potential) کو حاصل کر سکتا ہے۔ اسی 'خدشہ' کا اظہار اسرائیل کے پہلے وزیر اعظم ڈیوڈ بن گوریان نے 1967ء میں عرب ممالک کو شکستِ فاش دے کر اُس کامیابی کا پیرس میں جشن مناتے ہوئے کیا تھا۔ حالانکہ پاکستان ابھی ایٹمی صلاحیت حاصل کرنے سے کوسوں دور تھا۔ پھر یہ کہ موجودہ اسرائیلی وزیر اعظم نتن یاہو چند برس قبل ایک انٹرویو کے دوران اس خواہش کا اظہار کر چکا ہے کہ پاکستان کے ایٹمی دانت توڑ دیئے جائیں۔ پاکستان کی بہترین میزائل ٹیکنالوجی، جدید جنگ میں استعمال کیے جانے والے آلاتِ حرب اور دشمن کے حملوں، چاہے اُس کے لیے کسی قسم کا بھی عسکری ساز و سامان استعمال کیا جائے، کو جام کرنے کی صلاحیت اور تربیت یافتہ فوج گریٹر اسرائیل کے ابلیسی منصوبہ کے راستے میں مملکتِ خداداد کے نظریۂ اسلام کے بعد سب سے بڑی رکاوٹیں ہیں۔

بات امریکہ، ایران مذاکرات کے پہلے دور کی بظاہر ناکامی سے شروع ہوئی تھی، جس کے بعد امریکہ نے باقاعدہ آبنائے ہرمز کی بحری ناکہ بندی کا اعلان کر دیا۔ ہمارے نزدیک یہ چین کو جنگ میں گھسیٹنے کی کوشش ہے اور ایران کی معیشت کو گھٹنوں کے بل گرانے کی ایک سازش بھی۔ لیکن ایسے شواہد سامنے آ رہے ہیں کہ امریکہ اس محاذ پر بھی اپنے اہداف حاصل نہیں کر پا رہا۔ ٹرمپ کے بیانات کہ امریکہ فتح کے بہت قریب ہے، ”جنگی بڑھکوں“ کے سوا کچھ نہیں۔ البتہ امریکی نائب صدر جے ڈی وینس

کا یہ کہنا کہ ہم ایران کے ساتھ ایک ’بڑے سودے‘ (Grand Bargain) کے قریب ہیں، حقائق کی کسی درجہ میں عکاسی کرتا ہے۔ ’سودا‘ دو فریقوں کے درمیان ’’کچھ دو اور کچھ لو‘ کی بنیاد پر ہوتا ہے، کسی ایک فریق کی یکطرفہ فتح کے نتیجے میں نہیں ہوا کرتا۔ اسی لیے اسلام آباد میں ایران امریکہ مذاکرات کا دوسرا دور شروع ہو چکا ہے، جبکہ عارضی جنگ بندی میں مزید توسیع ہو چکی ہے۔

یہاں ہم خاص طور پر سعودی عرب، ترکیہ، قطر، عمان اور دیگر کئی خلیجی ممالک کا تذکرہ کرنا چاہیں گے کہ ایران پر امریکی حملہ نے اُن کی بند آنکھیں چوپٹ کھول دی ہیں۔ پاکستان کے فوجی دستوں اور چند لڑاکا طیاروں کا سعودی عرب جانا ایران نہیں بلکہ اسرائیل کے خطرے سے نمٹنے کے لیے ہے۔ گویا پاکستان کی فوج کسی درجہ میں اسرائیل کی سرحد تک پہنچ چکی ہے۔ دوسری طرف ایران بھی اب اپنے جوہری پروگرام اور علاقائی اثر و رسوخ کو اپنی قومی سلامتی کا لازمی جزو سمجھتا ہے، جبکہ امریکہ (جسے اسرائیل کا غلام پڑھا جائے تو قرین قیاس ہوگا) اسے خطے کے استحکام کے لیے خطرہ قرار دیتا ہے۔ ہمیں اُن تجزیہ نگاروں سے اتفاق ہے جن کے مطابق اسلام آباد میں منعقد ہونے والے مذاکرات کا پہلا دور امریکہ نے دنیا کی آنکھوں میں دُھول جھونکنے کے لیے کیا تھا کہ شاید کچھ عزت بچ جائے اور مستقبل میں امریکہ اور اسرائیل دونوں یہ بیانیہ استعمال کرسکیں کہ دیکھیں ہم نے تو مذاکرات بھی کیے تھے مگر ایران نہ مانا! یہ ٹرمپ اور نتن یاہو کی زمین بوس ہوتی مقبولیت کو بڑھانے کی بھی ایک چال تھی جو بُری طرح ناکام ہو چکی ہے۔

مذاکرات کے پہلے دور میں توقع سے کم کامیابی ہونے میں اسرائیل کی لبنان پر شدید بمباری اور اس کے توسیع پسندانہ عزائم نے بھی اہم کردار ادا کیا۔ لبنان میں فوجی کارروائیوں نے نہ صرف ایران کے اتحادی گروہوں کو مشتعل کیا بلکہ امریکہ پر بھی دباؤ بڑھایا کہ وہ اسرائیل کی غیر مشروط حمایت جاری رکھے۔ یوں ایک طرف سفارتی عمل جاری تھا، جبکہ دوسری طرف زمینی حقائق اس کے برعکس سمت میں جا رہے تھے اور یہ سب ایک سوچے سمجھے منصوبے کا حصّہ تھا۔ ایران اور امریکہ کے مابین ایرانی ایٹمی پروگرام کے حوالے سے یورینیم کی افزودگی پر 5 یا 20 سال کی پابندی کا معاملہ یا ایران کا افزودہ یورینیم کسی دوسرے ملک کے حوالے کر دینا ایک ہمالائی غلطی ہوگی۔ یوکرین کا انجام سب کے سامنے ہے اور اِس کی تفصیل میں جانے کی حاجت نہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ کوئی بھی ذی ہوش ملک اگر اس کی صلاحیت رکھتا ہو تو ایٹمی صلاحیت کو بطور مزاحم (deterrent) بنانے اور قائم رکھنے کا پتہ ہاتھ سے نہیں جانے دیتا۔ دوسری طرف وزیر اعظم پاکستان کا 4 عرب ممالک کا دورہ اور فیلڈ مارشل کا وزیر داخلہ کے ساتھ ایران کا دورہ مصالحت کروانے کی کاوشوں کا حصّہ دکھائی دیتے ہیں۔ ہم سمجھتے ہیں کہ امریکہ کا یہ کہنا کہ ایران کے حوالے سے واحد ثالث صرف پاکستان ہوگا، انتہائی معنی خیز ہے۔

اپسٹین سے متعلق معاملے پر میلانیا ٹرمپ کی پریس کانفرنس کو بھی اسی تناظر میں دیکھا جا سکتا ہے۔ ایسے حساس وقت میں اس نوعیت کے داخلی یا اخلاقی نوعیت کے معاملات کو اجاگر کرنا اکثر اوقات سیاسی بیانیے کو تبدیل کرنے یا عوامی توجہ کو خارجی بحرانوں سے ہٹانے کی کوشش کے طور پر تعبیر کیا جاتا ہے۔ اگرچہ اس کا براہ راست تعلق مشرقِ وسطیٰ کی صورت حال سے نہیں، تاہم یہ عالمی سیاست میں بیانیہ سازی کی اہمیت کو ضرور ظاہر کرتا ہے۔

جہاں تک ٹرمپ کی جانب سے پوپ کے خلاف سخت بیانات کا تعلق ہے، تو یہ براہِ راست پروٹسٹنٹ اور کیتھولک عیسائیت میں واضح دراڑ کی نشاندہی کرتے ہیں۔ یورپ کے ممالک تو پہلے ہی امریکہ سے جان چھڑا رہے ہیں۔ نیٹو تقریباً مردہ ہو چکی ہے۔ ٹرمپ کی نرگسیت کا یہ عالم ہے کہ خود کو (معاذ اللہ) ’مسایاح‘ سمجھتا ہے۔ ہمیں ہرگز حیرت نہ ہوگی اگر یورپی ممالک مستقبل قریب میں امریکہ سے مکمل برأت کا اعلان کر دیں۔

ان حالات کے تناظر میں تیسری عالمی جنگ (جسے صلیبی جنگ کہہ لیں، ارماگیڈون کہہ لیں، الملحمۃ الکبریٰ کہہ لیں) کے سائے پوری دنیا پر تیزی سے چھا رہے ہیں اور اِس کی بڑی وجہ اسرائیل کی ہٹ دھرمی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اسرائیل کو جنگوں کے مستقل خاتمے اور پائیدار امن کے قیام میں کوئی دلچسپی نہیں۔ مسلم ممالک کے لیے خصوصاً یہ صورت حال ایک کڑی آزمائش ہے۔ داخلی سیاسی عدم استحکام، معاشی کمزوری اور باہمی اختلافات نے انہیں اجتماعی حکمتِ عملی اپنانے سے روکا ہوا ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ مسلم دنیا اپنے اختلافات کو کم کرے، مشترکہ مفادات پر توجہ دے، اور ایک مربوط سفارتی، معاشی و عسکری پالیسی اختیار کرے۔ بصورت دیگر، وہ عالمی طاقتوں کے کھیل میں محض مہرے ہی بنے رہیں گے۔

پاکستان جو اسلام کی بنیاد پر قائم کیا گیا تھا اُسے اللہ تعالیٰ نے ایک مرتبہ پھر بڑی نعمت سے نوازا ہے لیکن یہی ایک آزمائش اور شاید آخری مہلت بھی ہے۔ اگر مملکتِ خداداد میں اسلام کا نظامِ عدلِ اجتماعی نافذ نہیں کیا جاتا تو جو عزت و اکرام مذاکرات کے میزبان کے طور پر حاصل ہوئے ہیں وہ چھن بھی سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ پاکستان کے حکمرانوں اور مقتدر حلقوں کو ہدایت عطا فرمائے اور دنیا بھر کے مسلمانوں کی حفاظت فرمائے۔ آمین!

باقیاتِ الصالحات اور ڈیجیٹل آلات کے استعمال میں احتیاط

(قرآن وحدیث کی روشنی میں)

مسجد جامع القرآن، قرآن اکیڈمی ڈیفنس کراچی میں امیر تنظیم اسلامی محترم شجاع الدین شیخ حفظہ اللہ کے 10 اپریل 2026ء کے خطاب جمعہ کی تلخیص

خطبۂ مسنونہ اور تلاوتِ آیاتِ قرآنی کے بعد!

قرآن حکیم میں سورۃ الکہف اپنا ایک مقام رکھتی ہے جس کی فضیلت اور اہمیت کے کئی پہلو ہیں۔ انہی میں سے ایک پہلو یہ بھی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے جمعہ کے دن اس کی تلاوت کی خصوصی طور پر تلقین فرمائی اور آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا کہ دجال کے فتنے سے بچنے کے لیے سورۃ الکہف کی تلاوت کا اہتمام کیا جانا چاہیے۔ دجال کا فتنہ اتنا بڑا فتنہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ آدم علیہ السلام کی پیدائش سے لے کر قیامت کے برپا ہونے تک کوئی فتنہ دجال کے فتنے سے بڑا نہیں ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے یہ بھی فرمایا کہ ہر پیغمبرؑ نے اپنی اُمت کو دجال کے فتنے سے متنبہ کیا ہے۔ یہاں تک کہ اللہ کے رسول ﷺ خود بھی ہر نماز کے بعد دجال کے فتنے سے بچنے کی دعا مانگتے تھے:

((اللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الدَّجَّالِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ))

''اے اللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں جہنم کے عذاب سے، تیری پناہ چاہتا ہوں قبر کے عذاب سے، تیری پناہ چاہتا ہوں دجال کے فتنہ سے اور تیری پناہ چاہتا ہوں زندگی اور موت کے فتنے سے۔'' (سنن ابی داؤد)

ذرا سوچیے! اگر اللہ کے رسول ﷺ ہر نماز کے بعد دجال کے فتنے سے بچنے کی دعا مانگتے تھے تو ہمیں آج اس فتنے سے بچنے کے لیے کس قدر دعاؤں کی ضرورت ہوگی؟ دجال کے فتنے سے بچنے کے لیے یہ کام ہمیں خود بھی کرنا چاہیے اور اس کی دعوت بھی دینی چاہیے لیکن اس کے برعکس آج ہر تیسرا شخص دجال کے متعلق قیاس آرائیوں میں لگا ہوا ہے اور ویوز کے لیے نئے سے نئے دعوے کیے جا رہے ہیں۔ گزشتہ دنوں ایک پوڈ کاسٹ میں مجھ سے سوال کیا گیا کہ میڈیا پر یہ بات چل رہی ہے کہ دجال 400 سال پہلے آ چکا ہے۔ مجھے بہت حیرت ہوئی کہ لوگ کیسے اس طرح کے بے بنیاد دعوے کر لیتے ہیں۔ اللہ کے رسول ﷺ کی احادیث واضح ہیں جن میں نشانیاں بتا دی گئی ہیں۔ دجال سے پہلے حضرت مہدیؒ کا ظہور ہوگا، پھر دجال دنیا میں آکر فتنہ پھیلائے گا اور پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام دنیا میں دوبارہ تشریف لائیں گے اور دجال کو قتل کریں گے۔ کیا یہ سب کچھ ہو چکا ہے؟ ہمیں اپنے پاس سے خبریں تراشنے کی بجائے جتنا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے اُس پر توجہ دینی چاہیے۔ حالات کا ادراک بھی

مرتب: ابو ابراہیم

ضروری ہے لیکن چند ویوز کے لیے یا واہ واہ کے لیے ایسی چیزیں اپنے پاس سے نہیں گھڑ لینی چاہئیں جو قرآن وحدیث سے متصادم ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان فتنوں سے محفوظ فرمائے۔ آمین!

دجالی فتنوں کے اس دور میں بحیثیت مسلمان ہمارا اصل کام اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی تعلیمات پر عمل کرنا ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فتنۂ دجال سے بچنے کے لیے جن دعاؤں اور قرآنی آیات کی تلاوت کی تلقین فرمائی ہے ان کا اہتمام کرنا چاہیے۔ جمعہ کے دن سورۃ الکہف کی تلاوت کا خصوصی اہتمام کرنا چاہیے اور اس کے مفاہیم کو بھی سمجھنے کی کوشش کرنی چاہیے تاکہ ہماری سمجھ میں آئے کہ فتنۂ دجال اصل میں ہے کیا۔ اسی سورت کی آیت 46 میں فرمایا:

﴿اَلْمَالُ وَالْبَنُوْنَ زِيْنَةُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا﴾

''مال اور بیٹے دُنیوی زندگی کی زینت ہیں۔''

دنیا کی زیب وزینت اور مال ومتاع ایک بہت بڑا فریب اور دھوکہ ہے، بندہ اس فریب کو اصل حقیقت سمجھ کر اسی میں دل لگا لیتا ہے اور اپنی آخرت کو بھول جاتا ہے۔ یہی اصل فتنہ ہے۔ اس فتنہ سے بچنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے سورۃ الکہف میں اہل ایمان کے لیے بہت بڑی رہنمائی عطا کی ہے جیسا کہ اس آیت میں آگے فرمایا:

﴿وَالْبٰقِيٰتُ الصّٰلِحٰتُ خَيْرٌ عِنْدَ رَبِّكَ ثَوَابًا وَّخَيْرٌ اَمَلًا ۝۴۶﴾ ''اور باقی رہنے والی نیکیاں بہت بہتر ہیں تیرے رب کے نزدیک ثواب کے لحاظ سے بھی اور امید کے اعتبار سے بھی۔'' (الکہف)

اس دنیا کی اگر کوئی حیثیت اللہ کی نگاہوں میں ہے تو وہ فقط ایک اعتبار سے ہے کہ ادھر اللہ نے ہمیں امتحان کے لیے بھیجا ہے۔ بصورت دیگر اس دنیا اور اس کے مال ومتاع کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔ مسلم شریف کی روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: اگر اللہ کی نگاہوں میں اس دنیا کے مال واسباب کی حیثیت ایک مچھر کے پر کے برابر بھی ہوتی تو اللہ کسی کافر کو پانی کا ایک گھونٹ بھی نہ دیتا۔ ایک اور حدیث میں ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ صحابہ کرام ؓ کے ہمراہ کہیں تشریف لے جا رہے تھے، راستے میں کچرے کے ڈھیر پر بکری کا مردہ بچہ پڑا ہوا دیکھا تو صحابہ کرام ؓ کو متوجہ کرکے فرمایا: تم میں سے کون اسے خریدے گا؟ صحابہ کرام ؓ نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! اس مردہ اور گلے سڑے بکری کے بچے کو کوئی کیوں خریدے گا؟ فرمایا: اللہ کی قسم! جتنا یہ بکری کا مردار بچہ تمہاری نگاہوں میں کمتر، حقیر اور ذلیل ہے، دنیا اور اس کا مال واسباب اللہ کی نگاہوں میں اس سے کہیں زیادہ کمتر، حقیر اور ذلیل ہے۔ سامنے کا مشاہدہ ہے کہ اربوں روپے کے محلات میں رہنے والا جب مرتا ہے تو زمین میں دو فٹ قبر میں ہی جاتا ہے، محلات اپنے ساتھ نہیں لے جاتا۔ اس سے معلوم ہو

جاتا ہے کہ دنیا اور اس کے اسباب کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔اس امتحان گاہ میں صرف ایک چیز کی حیثیت ہے اور وہ انسان کا عمل ہے جس کی بنیاد پر آخرت کی زندگی کا فیصلہ ہوگا۔آج فتنوں کے دور میں انسان دنیا اور اس کے مال دولت کے پیچھے بھاگ رہا ہے اور یہی چیز انسان کو فتنۂ دجال کا شکار بناتی ہے۔ اس فتنہ سے بچنے کے لیے اللہ تعالیٰ اس آیت میں واضح ہدایت دے رہا ہے کہ دنیا کے مال و دولت کے پیچھے بھاگنے کی بجائے اُن اعمال اور نیکیوں پر توجہ دو جو آخرت کی دائمی زندگی میں کام آنا ہیں۔

یہی بات سورۃ الکہف میں پہلے بھی آئی ہے:

﴿اِنَّا جَعَلْنَا مَا عَلَى الْاَرْضِ زِيْنَةً لَّهَا لِنَبْلُوَهُمْ اَيُّهُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ۝ وَاِنَّا لَجٰعِلُوْنَ مَا عَلَيْهَا صَعِيْدًا جُرُزًا ۝﴾ ”یقیناً ہم نے بنا دیا ہے جو کچھ زمین پر ہے اسے اس کا بناؤ سنگھار تاکہ انہیں ہم آزمائیں کہ ان میں کون بہتر ہے عمل میں اور یقیناً ہم بنا کر رکھ دیں گے جو کچھ اس (زمین) پر ہے اسے ایک چٹیل میدان۔“

دنیا کے مال و متاع اور زیب و زینت کا صرف ایک ہی مقصد ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے انسان کو آزماتا ہے۔ جو انسان اس دنیا کی عارضی زیب و زینت کو آخرت پر ترجیح دیتا ہے، وہی اصل فتنے کا شکار ہے اور آخرت کے لحاظ سے ناکام ہے۔لیکن جو آخرت کو ترجیح دیتا ہے تو اُسے اللہ کے ذکر اور اُس کے کلام پر توجہ دینی چاہیے اور وہاں سے رہنمائی لیتے ہوئے آخرت کی اصل زندگی کے لیے اچھے اعمال کرنے چاہئیں۔ یہی بات سورۃ الکہف کی آیات 27 تا 29 میں بھی بیان کی گئی۔ جہاں فرمایا:

ترجمہ: ”اور (اے نبی ﷺ!) آپؐ تلاوت کیجیے جو آپؐ کی طرف وحی کی گئی ہے آپؐ کے رب کی کتاب میں سے۔اُس کی باتوں کو بدلنے والا کوئی نہیں ہے' اور آپؐ نہیں پائیں گے اُس کے سوا کوئی جائے پناہ اور اپنے آپ کو روکے رکھیے اُن لوگوں کے ساتھ جو اپنے رب کو پکارتے ہیں صبح و شام وہ اللہ کی رضا کے طالب ہیں اور آپؐ کی نگاہیں اُن سے ہٹنے نہ پائیں' (جس سے لوگوں کو یہ گمان ہونے لگے کہ) آپؐ دُنیوی زندگی کی آرائش و زیبائش چاہتے ہیں! اور مت کہنا مانیے ایسے شخص کا جس کا دل ہم نے اپنی یاد سے غافل کر دیا ہے اور جو اپنی خواہشات کے پیچھے پڑا ہے اور اس کا معاملہ حد سے متجاوز ہو چکا ہے۔“

مشرکین کے سردار آپ ﷺ سے یہ شکایت بھی کرتے تھے کہ آپؐ کی محفل میں عام لوگ بھی بیٹھے ہوتے ہیں، غرباء اور مساکین بھی بیٹھے ہوتے ہیں۔ ہم قوم کے سرداران ہیں ہم ایسے لوگوں کے ساتھ کیسے بیٹھ سکتے ہیں؟ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائیں اور آپ ﷺ کے ذریعے اہل ایمان کو ہدایات دی گئیں کہ جو لوگ دنیا کے مال و اسباب کے زعم میں مبتلا ہیں، یعنی دنیا کے فتنے کا شکار ہیں، اُن کو ترجیح دینے کی بجائے ایسے لوگوں کے ساتھ تعلق واسطہ رکھا جائے جو دل میں اللہ کا خوف رکھتے ہیں، اللہ کا ذکر اُن کی زبانوں پر جاری رہتا ہے اور جو آخرت کی زندگی کو دنیا کی زندگی پر ترجیح دینے والے ہیں۔

دنیا میں زندگی گزارنے کے لیے اسباب کی ضرورت ہوتی ہے اور مال و دولت بھی اسباب میں سے ہیں۔اپنے والدین اور بیوی بچوں پر خرچ کرنا، اللہ کی راہ میں، اقامت دین کی جدوجہد میں اور دیگر نیک کاموں کے لیے خرچ کرنا بھی اللہ کے ہاں اجر و ثواب کا باعث ہے، مختلف صورتوں میں اس کا اجر 10 سے 700 گنا تک بڑھ جاتا ہے۔تاہم اس حوالے سے دین کی تعلیمات واضح ہیں کہ مال و دولت کو حلال ذرائع سے کمایا جائے اور حلال چیزوں پر خرچ کیا جائے۔اگر حرام کماؤ گے اور حرام چیزوں پر خرچ کرو گے تو آخرت کا خسارہ پاؤ گے۔حرام ذریعے سے کمایا ہوا مال جہنم کے انگارے بن جائے گا اور ایک حدیث میں ہے کہ حرام مال سے پرورش پانے والا جسم کبھی جنت میں نہ جائے گا۔بعض اوقات بیوی بچوں کی خواہشات کو پورا کرنے کے لیے بھی انسان اللہ کی نافرمانی کی طرف، حرام کمائی کی طرف چلا جاتا ہے۔ایسی صورت میں انسان اپنا ہی نقصان کرتا ہے۔جیسا کہ سورۃ التغابن میں فرمایا:

﴿اِنَّ مِنْ اَزْوَاجِكُمْ وَاَوْلَادِكُمْ عَدُوًّا لَّكُمْ فَاحْذَرُوْهُمْ ۚ﴾ (آیت: 14) ”تمہاری بیویوں اور تمہاری اولاد میں سے بعض تمہارے دشمن ہیں' سو اُن سے بچ کر رہو۔“

اگر ان کی محبت اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت اور اطاعت پر حاوی ہو جائے تو یہی دشمنی ہے جو بندے کی آخرت تباہ کر دیتی ہے۔ اس کے برعکس سورۃ الطور میں فرمایا:

﴿وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُمْ بِاِيْمَانٍ اَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَمَآ اَلَتْنٰهُمْ مِّنْ عَمَلِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ ۭ﴾ ”اور وہ لوگ جو ایمان لائے اور اُن کی اولاد نے بھی ان کی پیروی کی ایمان کے ساتھ' ہم ملا دیں گے ان کے ساتھ ان کی اس اولاد کو اور ہم اُن کے عمل میں سے کوئی کمی نہیں کریں گے۔“ (آیت: 21)

ماں باپ ایمان پر ہوں اور ایمان کے تقاضوں پر عمل کرنے والے ہوں اور ان کی اولاد بھی اُن کے نقش قدم پر چلنے والی ہو تو اس پورے خاندان کو اللہ تعالیٰ آخرت میں ملا دے گا۔دین کے تقاضوں پر عمل صرف رمضان میں مطلوب نہیں ہے، صرف پنج وقتہ نماز پڑھ لینے سے بھی دینی تقاضے پورے نہیں ہو جاتے بلکہ پوری زندگی اللہ کی فرمانبرداری میں گزارنا، اللہ کے دین کی دعوت دینا، اللہ کے دین کے قیام کی جدوجہد میں عملی طور پر حصہ لینا اور اس کے ساتھ ساتھ حقوق العباد کو پورا کرنا بھی ضروری ہے۔جیسا کہ سورۃ الکہف کی آیت 46 میں ہم نے پڑھا، اللہ فرماتا ہے: باقی رہنے والی نیکیاں بہت بہتر ہیں تیرے رب کے نزدیک' ثواب کے لحاظ سے بھی اور امید کے اعتبار سے بھی۔“ حدیث میں ذکر آتا ہے کہ وہ کلمات جو ہمارے معمولات میں شامل رہنے چاہئیں جیسا کہ:

سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر

یہ بھی باقیات الصالحات میں شامل ہیں۔

صحیح حدیث میں ہے معراج کے موقع پر جب آپ ﷺ کی ملاقات حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ہوئی، اُنہوں نے آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اُمت کے لیے ایک عظیم تحفہ سے آگاہ فرمایا اور وہ تحفہ یہ تھا کہ اُمت محمدی ﷺ میں سے کوئی جتنی بار اللہ کا ذکر کرے گا اُتنی بار اُس کے لیے جنت میں ایک درخت لگایا جائے گا۔کوئی لاحول ولاقوۃ الا باللہ پڑھے گا اُس کے لیے جنت میں ایک درخت لگ جائے گا، سبحان اللہ پڑھے گا تو ایک درخت لگ جائے گا، اسی طرح ہر بار ذکر کرنے پر ایک درخت لگایا جائے گا۔اخلاص اور نیت کے ساتھ جو بھی کوئی نیک عمل کرے گا وہ باقیات الصالحات میں شامل ہوگا۔اسی طرح گناہوں سے بچنا بھی نیکی ہے اور اس کا بھی ثواب ہے۔اکثر لوگوں کی توجہ اس طرف کم ہوتی ہے۔بندہ دینی ماحول میں رہتا ہے، رمضان گزارتا ہے، حج یا عمرہ کرتا ہے تو جذبات اچھے ہو جاتے ہیں، نیکی کے کاموں کی طرف رجحان بڑھتا ہے، لیکن گناہوں کے چھوڑنے کی طرف توجہ بعض اوقات کم رہتی ہے۔یہ خطرناک طرزِ عمل ہے جس کی وجہ سے کبھی دل میں یہ خیال بھی آ جاتا ہے کہ میں اتنی نیکیاں کر رہا ہوں اگر تھوڑا مال و دولت ناجائز ذرائع سے کما لیا تو کیا ہوا؟ جبکہ حقیقت میں یہ طرزِ عمل بہت ساری نیکیوں کو بھی لے ڈوبتا ہے۔مسلم شریف کی حدیث ہے کہ

ایک شخص کعبہ کے غلاف کو پکڑ کر دعائیں مانگ رہا تھا، اس کے چہرے اور کپڑوں پر گرد وغبار تھا جس سے ظاہر ہوتا تھا کہ وہ دور دراز سے سفر کر کے خانہ کعبہ دعا مانگنے کے لیے آیا ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: اس کی دعا کیسے قبول ہوگی جب اس کا کھانا پینا، اوڑھنا بچھونا اور اس کا لباس حرام کا ہے۔ معلوم ہوا کہ بندہ جتنے بھی نیک عمل کرے لیکن اگر اس کی کمائی میں حرام مال شامل ہے تو کوئی عبادت اور کوئی نیکی کام نہیں آتی۔ اس لیے جہاں نیک اعمال ضروری ہیں وہاں برائی سے بچنا بھی ضروری ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: جو حرام چیزوں سے خود کو بچاتا ہے، اللہ کی نگاہوں میں اُس کا وہی مقام ہے جو ساری رات نوافل پڑھنے والے اور دن کو روزہ رکھنے والے شخص کا ہے۔''

اسی طرح نیک اولاد ہو، چاہے بیٹے ہوں یا بیٹیاں اُن کی اچھی طرح پرورش کی جائے، دین اور آخرت کے لحاظ سے اُن کی تربیت کی جائے اور وہ بڑے ہو کر اللہ کے نیک بندے، بندیاں بن جائیں تو وہ باقیات الصالحات میں شمار ہوں گے اور والدین کے لیے صدقہ جاریہ بنیں گے۔ ایک روایت میں ہے کہ روزِ قیامت نیک بیٹیاں اللہ کے ہاں اپنے باپ کی سفارش کریں گی کہ اے اللہ! ہمارے باپ نے ہم پر بہت شفقت اور مہربانی کی اور ہمیں صالحات بنانے کے لیے اچھی تربیت کی لہٰذا آج تو بھی ان پر مہربانی فرما اور انہیں بخش دے۔ بہر حال اس دنیا میں رہتے ہوئے انسان کی اصل ترجیح باقیات الصالحات ہونی چاہیے جو کہ آخرت کی اصل زندگی میں کام آئیں گی جبکہ باقی جو کچھ بھی ہے وہ یہیں رہ جائے گا، آخرت کی اصل زندگی میں ہرگز کام نہ آئے گا۔

ڈیجیٹل فاسٹنگ یا Digital Detox

ہم مسلمان ہیں، ہمیں پتہ ہے کہ دنیا کی زندگی کوئی ذاتی اثاثہ نہیں ہے کہ جس طرح مرضی ہے گزاریں اور کوئی پوچھنے والا نہ ہوگا بلکہ یہ ایک ذمہ داری ہے اور روزِ محشر ہم سے اس کے بارے میں پوچھا جائے گا کہ دنیا میں ہم نے زندگی کیسے گزاری، کن کاموں میں صرف کی۔ لہٰذا بحیثیت مسلمان ہمیں دیگر لوگوں سے زیادہ اس معاملے میں حساس ہونا چاہیے کہ ہمارا اور ہمارے بچوں کا زیادہ تر وقت کن کاموں میں گزر رہا ہے۔ مغربی معاشروں کو آخرت کی جوابدہی کا شعور نہیں ہے لیکن اس کے باوجود وہ ایسے قوانین بنا رہے ہیں تاکہ بچوں کا وقت سوشل میڈیا پر یا انٹرنیٹ پر فضول کاموں میں نہ گزرے اور نہ ہی اخلاقی لحاظ سے وہ کسی فتنے کا شکار ہوں۔ اعداد و شمار بتاتے ہیں کہ چین نے 18 سال سے کم عمر جبکہ آسٹریلیا نے 16 سال سے کم عمر بچوں کے لیے دسمبر 2025ء سے سوشل میڈیا کے استعمال پر پابندی لگا دی ہے، چین نے کئی شہروں میں اس حوالے سے نائٹ کرفیو نافذ کر دیا ہے جبکہ آسٹریلیا نے قانون کی خلاف ورزی کی صورت میں 50 ملین ڈالر کا جرمانہ متعلقہ کمپنیوں پر عائد کرنے کا اعلان کر دیا ہے۔ انڈونیشیا نے مارچ 2026ء سے 16 سال سے کم عمر بچوں کے انٹرنیٹ کے استعمال پر پابندی لگا دی ہے۔ اسی طرح یونان اور ناروے، نے 15 سال سے کم عمر بچوں، جبکہ سپین اور پرتگال نے 16 سال سے کم عمر بچوں کے انٹرنیٹ کے استعمال کے خلاف بل تیار کر لیا ہے۔ اسی طرح برطانیہ اور کینیڈا نے بھی ایسے ہی بل شیڈول کر لیے ہیں۔ امریکہ کی کچھ ریاستوں میں بھی ایسی ہی قانون سازیاں ہو رہی ہیں اور کچھ ریاستوں میں نائٹ کرفیو لگانے کی تیاریاں ہیں۔ ہم مسلمانوں کو اس حوالے سے زیادہ فکر مند ہونا چاہیے تھا مگر بدقسمتی سے اس حوالے سے ہمارا حال سب سے بُرا ہے۔ انتہائی بے احتیاطی برتی جارہی ہے، حتیٰ کہ بچہ پریشان کر رہا ہو تو ہاتھ میں موبائل پکڑا دیا جاتا ہے، اسی کا نتیجہ ہے کہ آج ہائپر ٹینشن بچوں میں عام ہے۔ غصے اور نفسیات پر کنٹرول نہیں ہے، ذرا سی بات پر، معمولی خواہش پر جان دینے اور لینے کی نوبت آجاتی ہے۔ ایک پوش علاقے میں پب جی گیم کے لیے بچے نے اپنی ماں اور بھائی کو قتل کر دیا۔ جبکہ بحیثیت مسلمان ہمیں کیسا ہونا چاہیے، اللہ فرماتا ہے:

﴿وَالَّذِينَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُونَ ۝۳﴾ ''اور جو لغو باتوں سے اعراض کرنے والے ہیں۔'' (المومنون)

یہ صرف انڈر 14 یا 16 میں مطلوب نہیں ہے بلکہ بالغ مسلمان ہے تو اسے زندگی بھر کا روزہ رکھنا ہے کہ وہ ہر طرح کی برائی سے اپنے نفس کو بچائے۔ اس کے برعکس آج ہمارے ہاں کیا ہو رہا ہے سب کو معلوم ہے، بچوں، بڑوں سب کی زندگیاں برباد ہو رہی ہیں، صحت برباد ہو رہی ہے، راتیں لغو کاموں میں گزر رہی ہیں اور صبح کی نماز ضائع ہو رہی ہے، باقی نمازوں میں بھی دل نہیں لگ رہا۔ نفسیاتی مسائل بڑھ رہے ہیں نتیجہ میں خودکشیوں کا رُجحان بھی بڑھ رہا ہے۔ الحاد، توہین مذہب اور فکری و نظریاتی فساد اپنی جگہ پھیل رہا ہے۔ حیا تو گئی ایمان بھی جارہا ہے اور آخرت کی دائمی زندگی برباد ہو رہی ہے۔ اب نوبت پورنوگرافک تو ہین مذہب و توہین مقدسات تک پہنچ چکی ہے، لہٰذا والدین ہوں، بچے ہوں، عوام ہوں، ریاستی ادارے ہوں، حکمران ہوں سب کو اس سنگین معاملے پر توجہ دینی چاہیے اور کوئی ایسی قانون سازی کر کے اپنی نسلوں کو دنیا اور آخرت کی بربادی سے بچانے کی کوشش کرنی چاہیے۔

مملکتِ خداداد کا معاملہ

مملکتِ خداداد پاکستان کا معاملہ بڑا عجیب ہے، کسی نے بڑی خوبصورت بات کہی: قوم PSL میں مدہوش ہے، عوام بیچاری قرض کے بوجھ تلے دبی ہوئی ہے، ہر بچہ سوا تین لاکھ روپے کا مقروض پیدا ہو رہا ہے، پٹرول کی بڑھتی قیمت نے مہنگائی میں مزید اضافہ کر دیا ہے۔ IMF کڑی سے کڑی شرائط منوا رہا ہے، پڑوس میں ازلی دشمن جارحیت کے لیے تلملاتا پھر رہا ہے۔ افغانستان سے الگ کشیدگی جاری ہے۔ لیکن ان بُرے حالات کے باوجود اللہ نے پاکستان کو دنیا میں عزت دی، مشرقِ وسطیٰ میں جنگ رکوانے کے لیے اللہ نے اس سے کام لیا۔ ڈاکٹر اسرار احمدؒ بہت پہلے فرمایا کرتے تھے کہ اس مملکتِ خداداد کو اللہ تعالیٰ نے کسی بڑے مقصد کے لیے بنایا ہے اور یہی وجہ ہے کہ رمضان کی 27ویں شب اس کا قیام عمل میں آیا۔ مشکل حالات کے باوجود رب نے پاکستان کو جو عزت دی اس پر اسرائیلی اور بھارتی میڈیا چیخ و پکار کر رہا ہے۔ ایک اسرائیلی وزیر نے یہاں تک کہہ دیا کہ پاکستان تو دہشت گرد ملک ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں پہلے ہی بتا دیا کہ یہود اور مشرکین مسلمانوں کے سب سے بڑے دشمن ہوں گے۔ اُن کے نزدیک یہ مذہبی جنگ ہے لہٰذا ہمیں بھی چاہیے کہ جس مقصد کے لیے اس مملکت خداداد پاکستان کو حاصل کیا گیا تھا اس کی طرف پیش رفت کریں، پاکستان کو حقیقی معنوں میں اسلامی فلاحی ریاست بنائیں تاکہ یہاں عدل و انصاف کا بول بالا ہو، باہمی انتشار اور افتراق ختم ہو، قوم یک جان اور یک زبان ہو کر کفار کا مقابلہ کرے۔ انفرادی سطح پر بھی ہمیں خود اپنا جائزہ لینا چاہیے کہ ہم دین پر کہاں تک عمل پیرا ہیں، فجر کی نماز مسجد میں جا کر ادا کرتے ہیں؟ باقیات الصالحات کو دنیا و مافیہا پر ترجیح دے رہے ہیں؟ احادیث میں ہم پڑھتے ہیں کہ حضرت مہدیؓ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام تشریف لائیں گے، دجال کو قتل کریں گے اور پوری دنیا پر اسلام کو غالب کریں گے مگر ہمیں خود بھی دیکھنا چاہیے کہ ہم کس صف میں کھڑے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں سچا مسلمان بننے اور باقیات الصالحات کو دنیا و مافیا پر ترجیح دینے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین! ❀❀❀

قرآن پاک کی تعلیم کو عام کرنے اور اللہ کے نبی ﷺ کے عظیم مشن کے ساتھ جڑنے سے اُمت متحد ہوگی: شجاع الدین شیخ

ٹرمپ کے یہودی داماد جیراڈ کشنر کو مذاکرات کی میز پر نہیں ہونا چاہیے تھا کیونکہ وہ اسرائیل کے نمائندہ کی حیثیت سے وہاں موجود تھا: رضاء الحق

40 روزہ جنگ کے بعد امریکہ اسرائیل کے ساتھ ایسے نہیں کھڑا جیسا پہلے کھڑا تھا، یورپ بھی اسرائیل سے کترا رہا ہے: پروفیسر یوسف عرفان

"امریکہ ایران مذاکرات کا دوسرا دور"

پروگرام "زمانہ گواہ ہے" میں معروف تجزیہ نگاروں اور دانشوروں کا اظہار خیال

میزبان: وسیم احمد

سوال: امریکہ ایران جنگ کے خاتمے کے لیے مذاکرات کا دوسرا دور آئندہ چند دنوں میں دوبارہ اسلام آباد میں شروع ہوگا۔ اب تک کے مذاکراتی عمل سے آپ کس حد تک مطمئن ہیں اور پاکستان کی میزبانی میں ہونے آئندہ مذاکراتی دور سے آپ مستقل جنگ بندی اور دیرپا امن کے قیام کی کوئی اُمید رکھتے ہیں؟

پروفیسر یوسف عرفان: ہر جنگ کا انجام آخرکار مذاکرات اور مصالحت ہوتا ہے۔ تاہم یہ مصالحت ایک دن میں ممکن نہیں ہوجاتی بلکہ رفتہ رفتہ معاملات آگے بڑھتے ہیں۔ امریکہ ایران مذاکرات کا پہلا دور بھی ناکام نہیں تھا، اگر ایسا ہوتا تو دوسرا دور شروع نہ ہوتا۔ اس کا مطلب ہے کہ فریقین صلح چاہتے ہیں۔ امریکہ اور اسرائیل کا پہلا ہدف ایران میں رجیم چینج تھا جس میں وہ کامیاب نہیں ہوئے کیونکہ ایرانی عوام نے اُن کا ساتھ نہیں دیا۔ پھر یہ کہ ایران نے آبنائے ہرمز بند کرکے پوری دنیا کو مشکل میں ڈال دیا اور امریکہ کو عالمی دباؤ کا سامنا کرنا پڑا۔ یہی وجہ ہے کہ امریکہ مذاکرات پر مجبور ہوا۔ دوسری طرف ایران کا بھی بہت جانی اور مالی نقصان ہوا ہے لہٰذا دونوں امن چاہتے ہیں۔ 40 روزہ جنگ سے ایک اہم فرق یہ پڑا ہے کہ امریکہ اور اسرائیل پہلے ایک جان دوقالب تھے لیکن اب دوجان دوقالب ہیں۔ یعنی امریکہ اب اسرائیل کے ساتھ اُس طرح نہیں کھڑا جس طرح پہلے کھڑا تھا۔ امریکہ اور یورپ کے عوام اسرائیل اور ٹرمپ کے خلاف اُٹھ کھڑے ہوئے ہیں۔ ہنگری میں پہلے پرواسرائیل حکومت تھی لیکن اب نئے وزیراعظم نے اسرائیل کے ساتھ معاہدوں پر نظر ثانی کا اعلان کر دیا ہے۔ برطانیہ، فرانس، اٹلی، سپین سمیت بیشتر یورپی ممالک اسرائیلی عزائم سے تنگ آچکے ہیں۔ اس جنگ کا یہ بہت بڑا فائدہ ہوا ہے۔ تاہم اسرائیل اپنے عزائم اور مستقبل کے منصوبوں سے پیچھے نہیں ہٹے گا۔ گریٹر اسرائیل کے اس منصوبے کی حمایت بھارت بھی کر رہا تھا کیونکہ ہندوتوا توسیع پسند عزائم رکھتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے پاکستان کے ذریعے انڈیا کو اور ایران کے ذریعے اسرائیل اور امریکہ کو جو سبق دیا ہے اس کے بعد دنیا میں طاقت کا توازن بدل رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے پاکستان کو عزت سے نوازا۔ وہ ایرانی قیادت جو دفاعی بینکرز سے باہر نہیں آرہی تھی اُسے پاک فضائیہ اپنی حفاظت میں اسلام آباد لے کر آئی اور پھر بحفاظت واپس لے جاکر چھوڑا۔ خلیج سمیت پورے خطے میں پاکستانی فضائیہ کا کنٹرول تھا اور اسرائیل پر نہیں

مرتب: محمد رفیق چودھری

مار سکا۔ 47 سال بعد دو متحارب ممالک کو آپس میں ایک ٹیبل پہ بٹھا دینا بھی بہت بڑی بات ہے۔ تاہم اُمید ہے کہ مذاکرات کامیاب ہوں گے اور خطے میں ایک نئے دور کا آغاز ہوگا۔ امریکہ اور اسرائیل کو معلوم ہوگیا ہے کہ جنگ کے ذریعے ایران میں رجیم چینج نہیں کرسکتے۔ ایران کی اس کامیابی میں پاکستان اور چین کا بھی بہت بڑا ہاتھ ہے۔ تاہم خدشہ یہ ہے کہ ایران کے اندر سے کوئی خطرہ ایرانی رجیم کے لیے پیدا ہوسکتا ہے۔ ایرانی اداروں میں ایسے لوگ بھی ہیں جو عرب ممالک خصوصاً سعودی عرب کو بھی ٹارگٹ بنانا چاہتے ہیں، یہ وہ چیزیں ہیں جن سے دشمن فائدہ اُٹھا سکتا ہے۔ تاہم مذاکرات میں ہی تمام مسائل کا حل ہے۔

سوال: نیویارک ٹائمز کی ایک رپورٹ کے مطابق امریکہ ایران کو 20 سال کے لیے یورینیم کی افزودگی معطل کرنے کا کہہ رہا ہے جبکہ ایران اس معاملے میں صرف 5 سال کے لیے تیار ہے۔ اس رپورٹ میں کس حد تک صداقت ہے اور کیا اس معاملے میں فریقین کے مابین اتفاق ہو پائے گا؟

رضاء الحق: اصولی طور پر دیکھا جائے تو ایران کو ایک دن کے لیے بھی یورینیم افزودگی معطل نہیں کرنی چاہیے بلکہ جوہری ہتھیاروں کی تیاری کی طرف بڑھنا چاہیے کیونکہ ایٹمی ہتھیاروں کا خوف ہی اسرائیل کو جارحیت سے باز رکھ سکتا ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ مذاکرات کے حوالے سے بہت کم چیزیں سامنے آتی ہیں، بہت سی چیزیں بیک ڈور ڈپلومیسی کے تحت چل رہی ہوتی ہیں، یہیں سے اندازہ لگا لیں کہ 21 گھنٹے کے مذاکرات کے پہلے دور میں جے ڈی وینس نے 21 کالیں کی ہیں جن میں سے 20 ٹرمپ کو اور ایک اسرائیل کو کی تھی۔ ایک جاپانی ٹی وی اینکر نے کہا کہ ٹرمپ کے یہودی داماد جیرڈ کشنر کو ان مذاکرات میں موجود نہیں ہونا چاہیے تھا۔ اس پر یہودی میڈیا نے کافی چیخ و پکار کی کہ یہ اینٹی سمٹزم ہے لیکن اُس کی بات بالکل درست تھی کہ کشنر وہاں اسرائیل کے نمائندہ کے طور پر موجود تھا۔ ایرانی قوم میں اگر کوئی اختلاف تھا بھی تو وہ جنگ کے بعد ختم ہوگیا ہے اور پوری ایرانی قوم نیشنل ازم کی بنیاد پر متحد ہے، وہ اسلام کا نام اس طرح نہیں لیتے جس طرح اپنی تہذیب کا نام لیتے ہیں۔ وہ سیکولر طبقہ جو مغرب کی پشت پناہی میں حجاب اور پردے کے خلاف کھڑا ہوا تھا وہ بھی اب نیشنل ازم کی بنیاد پر قوم کے ساتھ متحد ہوچکا ہے۔ ایرانی نظام میں ایسا طریقہ کار موجود ہے کہ ایک قیادت ختم ہوگی تو اس کی جگہ نئی قیادت لے لے گی لیکن نظام ختم نہیں ہوگا۔ نیویارک ٹائمز نے بھی لکھا کہ ایران میں رجیم چینج ممکن نہیں تاہم اگر وہاں کے عوام کو اُبھار دیا جائے تو وہ خود رجیم کو ختم کر دیں۔ یہ صہیونیوں کی خواہش تو ہے لیکن قابل عمل نہیں۔ امریکہ اگر آبنائے ہرمز کا کنٹرول حاصل کرنے میں کامیاب ہوجاتا تو وہ مذاکرات کی میز پر کبھی نہ آتا لیکن وہاں بھی اسے

کامیابی نہیں ملی ۔ یہی وجہ ہے کہ وہ مذاکرات کے لیے سنجیدہ ہے ۔ IAEA کے چیف نے کہا کہ 5 سال یا 20 سال تک یورینیم افزودگی روکنا ہمارا مسئلہ نہیں ہے ، یہ سیاسی فیصلہ ہوگا۔

سوال: وزیراعظم پاکستان سعودی عرب، ترکیہ اور عمان کے ہنگامی دورے پر ہیں جبکہ فیلڈ مارشل ایران کے دورے پر ہیں ۔ آپ کے خیال میں ان ہنگامی دوروں کا مقصد مشرق وسطیٰ میں قیام امن کی کوششوں میں تیزی لانا ہے یا پھر پاکستان کے لیے مالی معاونت حاصل کرنا ہے؟

پروفیسر یوسف عرفان: اس وقت اصل چیلنج مالی معاملات نہیں بلکہ سٹریٹجک ہیں ۔ اگر آبنائے ہرمز پر امریکہ اور اسرائیل کو کنٹرول ہو جاتا ہے تو گوادر اور کراچی بے معنی ہو جائیں گے ، اسرائیل ، انڈیا اور UAE کی خطے پر اجارہ داری قائم ہو جائے گی، سعودی عرب کی بھی ناکہ بندی ہوگی اور چین کے اقتصادی منصوبے اور تجارت بھی خطرے میں پڑ جائے گی ۔ یہی وجہ ہے کہ جب UAE نے پاکستان سے اپنی رقم واپس مانگی تو اس سے زیادہ سعودی عرب نے پاکستان میں ڈیپازٹ کروا دی اور خود سعودی وزیر خزانہ یہاں آئے ۔ خبر یہ بھی ہے کہ 2 ارب ڈالر پاکستانی صنعت کاروں نے بھی جمع کروائے اور اوورسیز پاکستانیوں نے بھی ساڑھے 3 ارب ڈالر جمع کروائے ۔ لہٰذا پاکستان کو اس وقت معاشی ایمرجنسی کا سامنا نہیں ہے ۔ اس وقت پاکستان ، چین ، ایران اور ترکیہ کے مفادات مشترک ہو چکے ہیں اور یہ ایک دوسرے کو سپورٹ کر رہے ہیں یہی وجہ ہے کہ امریکہ اور اسرائیل بے بس نظر آتے ہیں، پورے خطے پر پاک فضائیہ کی حکمرانی ہے اور امریکہ اور اسرائیل چاہتے ہوئے بھی کچھ نہیں کر سکتے ۔ اگرچہ امریکہ اور اسرائیل کی اجارہ داری اتنی جلدی ختم نہیں ہوگی لیکن ان کو مذکرات کی میز پر بیٹھنے پر مجبور کر دینا بھی بہت بڑی کامیابی ہے ۔ قطر، سعودی عرب اور ترکیہ کے درمیان بھی معاہدہ ہو سکتا ہے کیونکہ اسرائیل کی بالادستی سے ان سب کو اقتصادی خطرات ہیں ، خصوصاً بحیرہ احمر میں اگر حالات بگڑتے ہیں تو سب سے زیادہ نقصان سعودی عرب کا ہوگا ۔ مصر میں جنرل سیسی کو لا کر بٹھا دیا گیا ہے، سوڈان حماس کی حمایت کر رہا تھا تو وہاں خانہ جنگی کروا دی اور اس میں UAE بھی ملوث نکلا ۔ اسی طرح صومالی لینڈ کا معاملہ سامنے آیا ۔ اسی طرح محمد بن سلمان ، ترکیہ اور پاکستان کے حکمرانوں کے لیے بھی خطرات ہیں لیکن اس سب کے باوجود مسلم ممالک کے حکمرانوں کو متحد ہو کر کفار کی سازشوں کا مقابلہ کرنا ہوگا ۔ جیسے پاکستان نے سعودی عرب اور ایران کے مفاہمت کی کوشش کی ہے ورنہ عرب ایران جنگ بھی شروع ہو سکتی تھی ، شیعہ سنی فسا بھی برپا ہو سکتا تھا ۔ ان خطرات سے اُمت کو بچانے میں پاکستان کا اعلیٰ کردار رہا ہے۔

سوال: ایران پر امریکی حملے کے پیچھے اسرائیل ہے ۔ یہ جانتے ہوئے بھی عرب ممالک اسرائیل کے خلاف کوئی بیان دینے کی ہمت نہیں کر پا رہے، اس کی کیا وجہ ہے؟

رضاء الحق: اسرائیل نے غزہ میں مسلمانوں کی جو نسل کشی کی ہے اس کے خلاف بھی عرب حکمران نہیں بولے اور اب لبنان پر اسرائیل کی وحشیانہ بمباری جاری ہے ۔ اس کے خلاف بھی کوئی عرب ملک نہیں بول رہا ۔ حالانکہ عرب حکمرانوں کو معلوم ہے کہ اسرائیل صرف غزہ اور لبنان کے مسلمانوں کا دشمن نہیں بلکہ وہ تمام عربوں کا دشمن ہے، وہ غیر یہودیوں کو انسان تک نہیں سمجھتے ، انہوں نے PLO کے ساتھ جو کیا ، کیمپ ڈیوڈ اور اوسلو معاہدوں کی جس طرح خلاف ورزیاں کیں ، غزہ جنگ بندی کے باوجود بھی وہ اہل غزہ کی نسل کشی کر رہا ہے ۔ اس کے لیے پانی اور خوراک کو بھی ہتھیار کے طور پر استعمال کر رہا ہے ، ہسپتالوں پر بھی بمباری کر رہا ہے ۔ ان ساری چیزوں سے عرب حکمرانوں کو سبق سیکھنا چاہیے ۔ یہ اسرائیل کی ہی کوشش تھی کہ عرب ایران جنگ شروع کروائے ، اس نے بحیرہ احمر پر کنٹرول حاصل کرنے کے لیے صومالیہ اور سوڈان میں فسادات کروائے ، اس وقت بھی سعودی عرب کو اسرائیل سے خطرات ہیں اور یہی وجہ ہے کہ پاکستانی فوج اور فضائیہ سعودی عرب کے دفاع کے لیے اڈے سنبھال چکی ہے۔

سوال: سعودی ولی عہد کو لائف تھریٹ ہے ۔ کیا یہی وجہ ہے کہ پاکستان کے فوجی دستے اور لڑاکا طیارے سعودی عرب گئے ہیں یا آپ کے خیال میں سعودی عرب کو کچھ اور خطرات بھی ہیں؟

پروفیسر یوسف عرفان: ایک وجہ تو یہ ہے کہ اس وقت اگر سعودی حکومت کو کوئی خطرہ لاحق ہوتا ہے تو سعودی عرب میں افراتفری اور انتشار پھیل جائے گا اور اس کا فائدہ اسرائیل اُٹھائے گا ۔ بحیرہ احمر بھی اسرائیل کے کنٹرول میں چلا جائے گا اور اس طرح خطے کی معیشت اور سیاست پر اسرائیل کی اجارہ داری قائم ہو جائے گی ۔ اس اجارہ داری کو ایک تو حماس نے چیلنج کیا ہے اور دوسرا بحیرہ احمر پر سعودی کنٹرول ہے ۔ پاکستانی فوج اور فضائیہ کا سعودی عرب میں جانا انہی مقاصد کے لیے ہے کہ ایک تو سعودی حکومت کو تحفظ دیا جائے اور دوسرا سعودی ریاست کو اسرائیل کے ممکنہ حملے سے بچایا جائے ۔ تیسری وجہ یہ ہے کہ آبنائے ہرمز پر اسرائیل یا امریکہ کا کنٹرول پاکستان، چین ، ایران ، ترکیہ اور سعودی عرب بھی نہیں چاہتے ۔ اسی وجہ سے ان ممالک نے پاکستانی فوج کی سعودی عرب میں موجودگی کو لازمی سمجھا ہے ۔ چوتھی وجہ حرمین شریفین کی حفاظت ہے ۔ پاکستان اور چین دو ایٹمی پاور ہیں، ان کے ہوتے ہوئے اسرائیل جارحیت کا مظاہرہ کرنے سے پہلے ضرور سوچے گا ۔ یہ مذاکرات بھی اسی وجہ سے ہو رہے ہیں کیونکہ چین اور پاکستان نے واشنگٹن کو واضح کیا تھا کہ اگر ایران پر ایٹمی حملہ ہوا تو ہم اسرائیل کو صفحۂ ہستی سے مٹا دیں گے۔

سوال: آبنائے ہرمز کی بندش کی وجہ سے پوری دنیا کی معیشتیں لڑکھڑا گئی ہیں ۔ پوری دنیا میں مہنگائی کا طوفان اُمڈ آیا ہے ۔ آپ کی نظر میں کیا فارمولا ہو سکتا ہے کہ اس اہم ترین سمندری گزرگاہ کو پُرامن بنایا جا سکے اور دنیا کی معیشتوں کے لیے جو خطرہ بن گیا ہے وہ ٹل سکے؟

رضاء الحق: پہلی بات تو یہ ہے کہ آبنائے ہرمز ایک بین الاقوامی گزرگاہ ہے جہاں سے پوری دنیا کے لیے خام تیل اور فوڈ سپلائی کی مختلف اشیاء گزر کر جاتی ہیں ۔ لہٰذا اس گزرگاہ کو عالمی گزرگاہ کی حیثیت حاصل ہونی چاہیے ۔ امریکہ یا اسرائیل کا کوئی حق نہیں ہے کہ وہ وہاں زبردستی قبضہ کر کے کہے کہ یہاں سے میری اجازت کے بغیر کوئی نہیں گزرے گا ۔ اگر کسی کو وہاں ٹیکس لگانے کا حق بنتا ہے تو وہ ایران اور عمان ہے اور وہ ٹیکس ان دونوں میں مشترکہ طور پر شیئر ہونا چاہیے ۔ یہ بات ایران نے مذاکرات میں بھی رکھی ہے ۔ اصل فساد کی جڑ اسرائیل ہے جس کے عزائم جارحانہ ہیں ، اس کے ساتھ امریکہ اور انڈیا بھی ہیں ۔ دوسری طرف پاکستان اور چین بھی ایٹمی قوتیں ہیں ۔ ایک بار جنگ پھیل گئی تو پھر یہ رکنے والی نہیں ۔ اسی لیے سب سوچ سمجھ کر قدم اُٹھا رہے ہیں ۔ تاہم دورِ فتن کے تناظر میں اگر دیکھا جائے تو بظاہر یہ جنگوں اور فتنوں کا زمانہ ہے ۔ حدیث میں ہے کہ اس دور میں فتنے دھوئیں کی طرح پھیلیں گے اور معلوم نہ ہو سکے گا کہ کس وقت کیا ہو رہا ہے ۔ ایک جگہ سے کوئی فتنہ ڈوبے گا تو دوسری جگہ سے اُبھر آئے گا ۔ ایسے ہی آج کے دور میں بھی امن ایک خواب بن کر رہ گیا ہے اور کوئی معلوم نہیں کس وقت کہاں سے جنگ کے شعلے بھڑک اُٹھیں ۔ صحیح مسلم کی حدیث میں ہے کہ دجال کا خروج اس وقت ہوگا جب وہ بہت غصے میں آ جائے گا ۔ اس کا مطلب ہے کہ اس کو کوئی بہت بڑا

سیٹ بیک پہنچے گا تب ہی وہ ظاہر ہوگا۔

سوال: آج اُمت جس طرح سے تفریق و تقسیم اور انتشار کا شکار ہے، اس کو متحد کیسے کیا جا سکتا ہے، قرآن و حدیث سے اس حوالے سے کیا رہنمائی ملتی ہے؟

شجاع الدین شیخ: بہت اہم سوال ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں دنیوی لحاظ سے بھی حالات کو سمجھنا اور ان کا تجزیہ کرنا چاہیے، سیاسی بصیرت بھی ہونی چاہیے لیکن اس کے ساتھ ساتھ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی تعلیمات سے بھی رہنمائی حاصل کرنی چاہیے۔ بقول ڈاکٹر اسرار احمدؒ آج ہماری مادی علوم والی آنکھ تو کھلی ہے لیکن وحی کے علوم والی آنکھ بند ہے۔ حالانکہ ہم مسلمان ہیں، ہمارا جینا مرنا دین کے ساتھ ہے۔ قرآن میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:
﴿اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝۱۶۲﴾ ’’میری نماز، میری قربانی، میری زندگی اور میری موت اللہ ہی کے لیے ہے جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔‘‘

ہمیں اصل رہنمائی بھی دین سے ملے گی۔ دنیا کی دیگر قومیں دنیوی مفادات کے تحت ایک دوسرے کے ساتھ کھڑی ہیں۔ سامنے کی بات ہے کہ ڈونلڈ ٹرمپ کس طرح نیتن یاہو کے ہاتھ کا کھلونا بنا ہوا ہے۔ اقبال نے کہا تھا فرنگ کی رگِ جاں پنجۂ یہود میں ہے۔ میں کہوں گا کہ ٹرمپ کی رگِ جاں پنجۂ نیتن یاہو میں ہے۔ ساری دنیا کو پتا ہے کہ ایپسٹن فائلز میں کیا کچھ کھل کر سامنے آیا اور امریکی خاتون اول کو کس طرح اپنی صفائی پیش کرنا پڑی۔ یہ سب ڈانڈے جا کر صہیونی منصوبوں کے ساتھ ملتے ہیں۔ لیکن مسلم اُمہ کا معاملہ کچھ اور ہے۔ اقبال نے فرمایا:

اپنی اُمت پر قیاس اقوامِ مغرب سے نہ کر
خاص ہے ترکیب میں قومِ رسولِ ہاشمیؐ

یہ اُمت ایمان کی بنیاد پر کھڑی کی گئی ہے۔ قرآن میں اللہ فرماتا ہے: ﴿اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ﴾ (الحجرات: 10) ’’ایمان والے تو آپس میں بھائی ہیں۔‘‘ یہاں ذاتی مفادات اور تعصبات کی جگہ نہیں ہے۔ کسی عربی و عجمی، کالے اور گورے کی تقسیم نہیں چاہتی۔ ہمارا دین ایمان کی بنیاد پر ہمیں بھائی قرار دیتا ہے۔ پھر قرآن بتاتا ہے:
﴿وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِیْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا﴾ (آل عمران: 103) ’’اور تم سب مل کر اللہ تعالیٰ کی رسی کو مضبوطی سے تھام لو اور تفریق میں مبتلا نہ ہو جاؤ۔‘‘

اُمت کس طرح متحد ہوگی۔ اس کا جواب قرآن میں ہے۔ قرآن کے ساتھ جڑنے اور اس کی تعلیم کی عام کرنے سے اُمت متحد ہوگی، یہ فکر و عمل میں یکسوئی پیدا کرتا ہے، ایمان کی آبیاری کر کے باطل کے مقابلے میں کھڑا کرتا ہے۔ یہ اُمت کو اس کا اصل مشن یاد دلاتا ہے اور اس کے لیے تیار کرتا ہے جس کے لیے اللہ کے رسول ﷺ کو بھیجا گیا تھا۔ قرآن میں تین مرتبہ اس انقلابی مشن کے بارے میں فرمایا: ﴿لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّهٖ﴾ (التوبہ: 33، الفتح: 28، الصف: 9) تاکہ آپ اس دینِ حق کو کل نظامِ زندگی پر غالب فرما دیں۔

یہ وہ نبوی مشن ہے جس کے لیے حضرت بلال حبشی، حضرت صہیب رومی اور حضرت سلمان فارسی ؓ ایک ہی صف میں کھڑے ہو گئے تھے۔ دوسرے نمبر پر یہ نبوی مشن اُمت کو متحد کرے گا۔ اس کی طرف توجہ دلانے کی ضرورت ہے۔ مستقبل کے اس منظر نامے کو اُمت کی یاداشت میں واپس لانے کی ضرورت ہے جو احادیث کے ذریعے ہمارے سامنے آتا ہے۔ جیسا کہ حضرت مہدیؒ کے ظہور اور دجال کے خروج، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول اور اُن کے ہاتھوں دجال کے قتل کا معاملہ، خراسان سے اسلامی لشکر کے جانے اور حضرت عیسیٰؑ کی قیادت میں لڑنے کا معاملہ، یہ سب وہ باتیں ہیں جو ڈاکٹر اسرار احمدؒ کھول کھول کر بیان کرتے رہے۔ اگر کفار و مشرکین مل کر گریٹر اسرائیل کی بات کرتے ہیں تو ہمیں بھی گریٹر خراسان کی بات کرنی چاہیے جس میں پاکستان، افغانستان اور ایران کے کچھ علاقے اور وسط ایشیائی ریاستوں کے کچھ علاقے شامل ہیں۔ جب اُمت اس عظیم مشن کے ساتھ جُڑے گی تو مسلکی، علاقائی و دیگر اختلافات پیچھے رہ جائیں گے۔ اللہ کے دین کے ساتھ کمٹمنٹ ہو تو پھر اللہ بھی فرماتا ہے: ﴿اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰهَ یَنْصُرْکُمْ وَیُثَبِّتْ اَقْدَامَکُمْ ۝﴾ (سورۃ محمد: 7) ’’اگر تم اللہ (کے دین) کی نصرت کرو گے تو اللہ تمہاری نصرت فرمائے گا اور تمہارے قدموں کو اللہ تعالیٰ مضبوطی عطا فرما دے گا۔‘‘

یہ وہ نقطہ ہے کہ جس کی طرف ہم بار بار توجہ دلاتے ہیں۔ اللہ نے قوم عاد و ثمود کو مٹایا، آج کی طاقتور قوتوں کی بھی اللہ کے سامنے کوئی حیثیت نہیں ہے۔ ہم اللہ کی طرف پلٹیں گے تو اللہ ان ظالموں اور سرکشوں کے مقابلے میں ہماری مدد کرے گا، پھر مظلوموں کی دادرسی بھی ہوگی اور اللہ کی زمین پر اللہ کا دین غالب ہوگا، تو آسمان سے بھی برکتیں نازل ہوں گی، زمین سے بھی اللہ خزانے عطا کرے گا۔ اللہ کرے اس نہج پر اللہ کے دین پر عمل ہو، اس کے دین کی دعوت ہو، اس کے دین کے نظام کے قیام کی جدوجہد ہو، قرآن کی تعلیم کو عام کیا جائے، ایمان کی آبیاری کی جائے اور بڑے مشن کی طرف متوجہ کیا جائے تو ہم اپنے اختلافات کو بھلا کر متحد ہو کر یقیناً باطل کا مقابلہ کر سکیں گے۔ اللہ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

سوال: ان حالات میں حکومتِ پاکستان اور ریاستی اداروں کو آپ تنظیم اسلامی کے پلیٹ فارم سے کیا پیغام دیں گے؟

شجاع الدین شیخ: یقیناً اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ اس وقت دنیا بھر کی نگاہیں پاکستان پر لگی ہیں کیونکہ صہیونیت کسی صورت امن نہیں چاہتی، اسرائیل نے مذاکرات کے دوران بھی لبنان پر 100 سے زائد بم گرائے ہیں۔ صہیونی ہر صورت گریٹر اسرائیل کے منصوبے کو آگے بڑھانا چاہتے ہیں اور اس صورت حال میں پاکستان کو ثالثی کی سعادت اللہ نے عطا کی اور وہ جنگ بندی کروانے میں کامیاب ہوا۔ اللہ کرے مذاکرات کا اگلا دور کامیاب ہو اور خطہ بڑی تباہی سے بچ جائے۔ دینی اعتبار سے بھی ہماری یہ ذمہ داری بنتی ہے کہ مسلم ممالک کے درمیان اتحاد کی فضا قائم ہو۔ یہ ہمارا دینی فریضہ ہے جس کو ہمیں ادا کرنے کی ہر ممکن کوشش کرنی چاہیے۔ ہم نے اسلام کے نام پر اس مملکت کو حاصل کیا۔ اگر ہم اسلام کی طرف پیش قدمی کریں گے تو دنیا میں ہماری عزت کا عالم کیا ہوگا؟ سیدنا عمرؓ جب یروشلم کا چارج لینے گئے تو کہا گیا کہ ذرا اپنے گیٹ اپ کو درست کر لیجیے، بڑے لوگوں کی طرف جا رہے ہیں۔ فرمایا: عمرؓ کو عزت کپڑوں سے نہیں ملی، اسلام سے ملی ہے۔ آج ہمیں بھی عزت اسلام سے ہی ملے گی۔

یہ ایک سجدہ جسے تو گراں سمجھتا ہے
ہزار سجدے سے دیتا ہے آدمی کو نجات

آج ہمارا ملک معاشی بحران کا شکار ہے، اندرونی اور بیرونی ہزار طرح کے مسائل ہیں، اس کے باوجود اگر اللہ نے اتنی عزت دی ہے تو سوچیے! جب اللہ کی طرف رجوع کریں گے، اسلام کی طرف پیش قدمی کریں گے جس کے لیے اس مملکت کو ہم نے حاصل کیا، تو اللہ کس قدر عزت ہمیں اس دنیا میں عطا کرے گا۔ اللہ ہمیں، ہمارے حکمرانوں اور مقتدرہ کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

قارئین پروگرام ’’زمانہ گواہ ہے‘‘ کی ویڈیو تنظیم اسلامی کی ویب سائیٹ www.tanzeem.org پر دیکھی جا سکتی ہے۔

پروگرام کے شرکاء کا تعارف

1۔ شجاع الدین شیخ: امیر تنظیم اسلامی پاکستان
2۔ رضاء الحق: مرکزی ناظم نشر و اشاعت تنظیم اسلامی پاکستان
3۔ پروفیسر یوسف عرفان: معروف تجزیہ نگار
میزبان: وسیم احمد: نائب ناظم مرکزی شعبہ نشر و اشاعت تنظیم اسلامی پاکستان

خود احتسابی و دروں بینی کا اہتمام

مرکزی شعبہ تعلیم وتربیت تنظیم اسلامی

اسلام ایک مکمل ضابطۂ حیات ہے جو انسان کی ظاہری و باطنی اصلاح پر یکساں توجہ دیتا ہے۔ انسانی شخصیت کی تعمیر، اخلاقی تطہیر، تہذیب اور معاشرے کی اصلاح کے لیے اسلام نے جن بنیادی امور پر زور دیا ہے، اُن میں خود احتسابی (Self-Accountability) کو ایک اہم حیثیت حاصل ہے۔

لغوی طور پر احتساب کا مطلب ہے حساب لینا یا حساب دینا، یعنی انسان اپنے اعمال، خیالات اور نیت کا روزانہ جائزہ لیتا رہے کہ وہ کیسے اعمال کر رہا ہے، اچھے یا برے؟ اُس کے ذہن میں کیسے خیالات آتے رہتے ہیں؟ اس کے اعمال خالصتاً اللہ کی رضا کے لیے ہیں یا ان میں ریاکاری شامل ہے۔ اس طرح وہ اپنی کمزوریوں کو پہچانتا ہے، اپنی غلطیوں کی اصلاح کرتا رہتا ہے، اپنی نیکیوں کو مزید بڑھاتا ہے، برائیوں سے فوری توبہ کرتا ہے اور اپنے رب کے سامنے جواب دہی کے احساس کے ساتھ زندگی گزارتا ہے۔ گویا اس سے پہلے کہ آخرت میں اس سے سوال ہو، وہ خود اپنے نفس کو جواب دہ بناتا ہے۔ اس وصف کی بدولت انسان گناہوں سے بچتا ہے، اُسے اخلاقی بلندی حاصل ہوتی ہے اور یہی وصف اُسے دنیا و آخرت دونوں میں کامیاب انسان بناتا ہے۔

انسان کو اس دنیا میں امتحان کے لیے بھیجا گیا ہے۔ اس کی ہر چھوٹی بڑی بات اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے علم میں ہے۔ اس حقیقت کا شعور اگر انسان کو ہر لحہ مستحضر رہے تو انسان ہر قدم احتیاط سے رکھتا ہے۔

سورۃ الحشر میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ⑱﴾ ”اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو، اور ہر شخص یہ دیکھے کہ اُس نے کل (آخرت) کے لیے کیا آگے بھیجا ہے، اور اللہ سے ڈرتے رہو، بے شک اللہ تمہارے اعمال سے خوب باخبر ہے۔“

رسول اللہ ﷺ نے خود احتسابی کی اہمیت کو واضح انداز میں بیان فرمایا:

”عقلمند وہ ہے جو اپنے نفس کا محاسبہ کرے اور موت کے بعد کی زندگی کے لیے عمل کرے، اور عاجز (غافل) وہ ہے جو اپنے نفس کی خواہشات کے پیچھے چلتا رہے اور اللہ سے (بغیر عمل کے) امیدیں باندھے رکھے۔“ (الترمذی)

دورِ حاضر میں سوشل میڈیا، مادہ پرستی اور پیسے کے پیچھے دوڑ کی وجہ سے بے جا مصروفیت نے انسان کو غفلت میں ڈال دیا ہے۔ وہ اس بات کو بھول گیا ہے کہ ایک دن آنے والا ہے جب اسے اپنے اعمال کا حساب دینا ہوگا۔

آج لوگ دوسروں کا احتساب کرتے نظر آتے ہیں مگر اپنا احتساب کوئی نہیں کرتا۔

آج ہر شخص نفس پرستی میں مبتلا ہے اور نفس کے تقاضوں کو پورا کرنے میں لگا ہوا ہے۔

قرآن مجید نے نفس کے تین مراحل بیان کیے ہیں:

1۔ نفس امارہ: (برائی کی طرف لے جانے والا نفس، جیسا کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا: ﴿وَمَآ اُبَرِّئُ نَفْسِيْ ۚ اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَةٌۢ بِالسُّوْۗءِ اِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّيْ ۭ اِنَّ رَبِّيْ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ⑬﴾ (یوسف)

”اور میں اپنے نفس کو بے قصور نہیں ٹھہراتا، بے شک نفس تو برائی پر اکسانے والا ہے، مگر یہ کہ میرا رب رحم فرمائے، بے شک میرا رب بخشنے والا، رحم کرنے والا ہے۔“

2۔ نفس لوامہ: (ملامت کرنے والا نفس)، سورۃ القیامہ میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَلَآ اُقْسِمُ بِالنَّفْسِ اللَّوَّامَةِ ②﴾ ”اور میں قسم کھاتا ہوں ملامت کرنے والے نفس کی۔“

امام قرطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ مومن کا نفس ہے جو غلطی پر پچھتاتا ہے۔ لہٰذا وہ گناہ پر نادم ہو کر اور توبہ کر کے اللہ سے رجوع کرتا ہے۔

3۔ نفسِ مطمئنہ: (وہ نفس جو اللہ سے راضی اور اللہ اُس سے راضی)، سورۃ الفجر میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿يٰٓاَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَىِٕنَّةُ ㉗ ارْجِعِيْٓ اِلٰى رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً ㉘﴾ ”اے اطمینان پانے والے نفس! اپنے رب کی طرف لوٹ آ، اس حال میں کہ تو اس سے راضی اور وہ تجھ سے راضی۔“

خود احتسابی نفسِ لوامہ کو قوی بنا کر نفسِ مطمئنہ کی منزل تک پہنچا دیتی ہے۔ قرآن مجید بار بار تلقین کرتا ہے:

﴿قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰىهَا ⑨ وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰىهَا ⑩﴾ (سورۃ الشمس) ”یقیناً فلاح پا گیا وہ جس نے نفس کو پاک کر لیا، اور ناکام ہو گیا وہ جس نے اسے دبا دیا۔“

﴿فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ ⑦ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ ⑧﴾ (الزلزال)

”جو ذرہ برابر نیکی کرے گا وہ اسے دیکھ لے گا، اور جو ذرہ برابر برائی کرے گا وہ بھی اسے دیکھ لے گا۔“

﴿وَاَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى ㊵ فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَاْوٰى ㊶﴾ (النازعات)

”اور جو اپنے رب کے سامنے کھڑے ہونے سے ڈرا اور نفس کو خواہشات سے روکا، تو یقیناً جنت ہی اُس کا ٹھکانا ہے۔“

درج بالا آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ خود احتسابی تقویٰ کی بنیاد اور جدوجہد کا ذریعہ ہے۔ خود احتسابی اپنی نیت کو درست کرنے سے شروع ہوتی ہے، جیسا کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

”اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے۔“ (بخاری، مسلم)

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے دن پانچ چیزوں کے بارے میں سوال کیا جائے گا: ”عمر کہاں کھپائی، خاص طور پر جوانی کی عمر، مال کہاں سے کمایا اور کہاں خرچ کیا، اور جو علم حاصل کیا اُس پر کتنا عمل کیا۔“ (ترمذی)

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”اپنا محاسبہ خود کر لو، قبل اس کے کہ تمہارا محاسبہ کیا جائے۔“

وہ روزانہ رات کو اپنے اعمال کا جائزہ لیتے تھے اور کہتے تھے: کل قیامت کے دن مجھ سے کیا پوچھا جائے گا؟ اپنے دورِ خلافت میں راتوں کو عام لوگوں کے حالات معلوم کرتے، اور جہاں کسی خرابی یا کمی کا احساس ہوتا، خود کو ذمہ دار سمجھتے۔ ان کا مشہور قول تاریخ کی کتابوں میں درج ہے کہ: ”اگر فرات کے کنارے ایک کتا بھی بھوکا مر گیا تو عمرؓ جواب دہ ہوگا۔“

اسی طرح دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین بھی اپنے اعمال پر کڑی نظر رکھتے تھے۔ آج کا دور سوشل میڈیا، مادہ پرستی، مقابلہ بازی اور اخلاقی کمزوریوں کا دور ہے۔

سوائے چند پاکیزہ نفوس کے، لوگ دوسروں کی غلطیوں پر توجہ دیتے ہیں، باریک بینی سے اُن کی برائیاں نکالتے ہیں اور پھر اُن کا ڈھنڈورا پیٹتے ہیں، جبکہ اپنی آنکھ کا شہتیر اُنہیں نظر نہیں آتا اور اپنی اصلاح یاد نہیں رہتی۔ یہی وجہ ہے کہ معاشرتی مسائل، کرپشن، جھوٹ اور بے ایمانی میں اضافہ ہو رہا ہے۔ اگر ہر شخص خود احتسابی اور دور اندیشی سے کام لے اور اپنی اصلاح پر کمر بستہ ہو جائے تو پورا معاشرہ درست ہو سکتا ہے۔ سوشل میڈیا کے دور میں خود احتسابی مزید اہم ہو گئی ہے کیونکہ انسان کے الفاظ اور اعمال فوری طور پر دوسروں تک پہنچتے ہیں۔

خود احتسابی کے عملی طریقے

1۔ روزانہ محاسبہ:

ہر مسلمان کو چاہیے کہ دن کے اختتام پر سونے سے قبل اپنے اعمال کا جائزہ لے۔ کیا اُس نے تمام نمازیں مقررہ وقت جماعت کے ساتھ ادا کیں؟ اس نے کسی کا حق تو نہیں مارا؟ کیا اُس کی زبان اور نگاہ پاکیزہ رہی؟

2۔ توبہ اور استغفار:

غلطیوں کا احساس ہونے پر فوراً اللہ سے معافی مانگنی چاہیے اور عزم مصمم کرنا چاہیے کہ آئندہ اپنی اصلاح کروں گا اور یہ غلطی و گناہ دوبارہ ہرگز نہیں کروں گا۔

3۔ نیک لوگوں کی صحبت:

اچھی صحبت انسان کو اپنی اصلاح کی طرف مائل کرتی ہے۔ اچھے دوست انسان کو اچھائی کی طرف مائل کرتے ہیں۔

4۔ قرآن و سنت کا مطالعہ:

قرآن مجید اور احادیث مبارکہ کے مطالعے سے انسان اپنی اصلاح کی طرف مائل ہوتا ہے۔

5۔ وقت کا درست استعمال:

ہمیں روزانہ اپنے وقت کا جائزہ لینا چاہیے کہ آج ہم نے کتنا وقت فضول کاموں میں برباد کر دیا؟ آئندہ ہم یہ وقت درست اور اچھے کارآمد کاموں میں صرف کریں گے۔

تنظیم اسلامی نے خود احتسابی و دروں بینی کے لیے ''ذاتی احتسابی یادداشت'' کا اہتمام کیا ہے۔ رفقائے تنظیم اسلامی کو چاہیے کہ اس سے فائدہ اٹھائیں۔ اس طرح وہ مسلسل اپنی اصلاح کر سکتے ہیں۔ اس رجسٹر میں ہم اپنی تمام کیفیات درج کر کے ریکارڈ بنا سکتے ہیں۔ ہم دیکھ سکتے ہیں کہ ہم پچھلے ہفتہ، پچھلے ماہ، پچھلے سال کہاں کھڑے تھے اور اب کہاں کھڑے ہیں۔

ہفتہ وار/ماہانہ/سالانہ جائزہ:

ہر جمعہ، ہر مہینہ کے اختتام پر یا ہر ہجری یا شمسی سال کے آغاز پر اپنا مکمل جائزہ کر لیں کہ میں نے دین کے معاملہ میں کتنی پیش رفت کر لی ہے۔ کون کون سے گناہوں سے میں چھٹکارا حاصل کر چکا ہوں۔ اگر پیش رفت ہوئی ہو اور خود احتسابی کے نتیجہ میں ان شاء اللہ لازماً پیش رفت ہو گی تو اللہ رب العزت کا شکر ادا کریں۔ بصورت دیگر توبہ و استغفار کے بعد دوبارہ جدوجہد شروع کر دیں۔

آئیے ہم آج ہی سے عزم کر لیں کہ ہر رات اپنا محاسبہ کریں گے، توبہ کریں گے اور اپنے نیک اعمال میں اضافہ کریں گے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہم اپنے نفس کے محاسب بن جائیں اور دنیا و آخرت میں سُرخرو ہوں۔

((حَاسِبُوا أَنْفُسَكُمْ قَبْلَ أَنْ تُحَاسَبُوا)) (ترمذی)

''خود احتسابی کی عادت ڈالو۔ کل کا حساب آج آسان کر لو۔''

❁❁❁

پریس ریلیز 17 اپریل 2026ء

شجاع الدین شیخ

ایران کا ایٹمی پروگرام سے دستبردار ہو جانا بہت بڑی غلطی ہو گی۔ یوکرین نے افزودہ یورینیم اور ایٹمی ہتھیار دوسروں کے حوالے کرنے کا جو نتیجہ بھگتا وہ تاریخ کا ایک کڑوا سچ ہے۔ معاہدوں کے باوجود صیہونی اپنے مشن یعنی گریٹر اسرائیل کے قیام کو ترک نہیں کریں گے۔

ایران کا ایٹمی پروگرام سے دستبردار ہو جانا بہت بڑی غلطی ہو گی۔ یوکرین نے افزودہ یورینیم اور ایٹمی ہتھیار دوسروں کے حوالے کرنے کا جو نتیجہ بھگتا وہ تاریخ کا ایک کڑوا سچ ہے۔ معاہدوں کے باوجود صیہونی اپنے مشن یعنی گریٹر اسرائیل کے قیام کو ترک نہیں کریں گے۔ ان خیالات کا اظہار تنظیم اسلامی کے امیر شجاع الدین شیخ نے ایک بیان میں کیا۔ اُنہوں نے کہا کہ اگرچہ پاکستان کی سیاسی اور عسکری قیادت نے امریکہ، اسرائیل کی ایران پر مسلط کی گئی جنگ کو عارضی طور پر رکوانے اور خطے میں نسبتاً امن کے قیام کے لیے قابلِ قدر کردار ادا کیا ہے اور اب امریکہ نہ صرف عارضی جنگ بندی کو مزید بڑھانے پر رضامند دکھائی دیتا ہے بلکہ اطلاعات کے مطابق آئندہ چند دنوں میں ایران کے ساتھ جنگ بندی کا معاہدہ کرنے کے لیے امریکی صدر ٹرمپ بھی پاکستان آ سکتے ہیں۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ کوئی بھی ذی ہوش ملک اگر یورینیم کی افزودگی اور ایٹم بم بنانے کی صلاحیت رکھتا ہو تو اُسے دشمن پر اپنا رعب جمائے رکھنے کے لیے ہر حال میں مزاحم کے طور پر جوہری ہتھیار بنا لینے چاہئیں۔ حقیقت یہ ہے کہ آج سے کم و بیش 30 برس قبل یوکرین نے سابق سویت یونین کی شکست و ریخت کے بعد اپنی سرزمین پر موجود ایٹمی ہتھیار اور یورینیم کی افزودگی کے ذرائع کو امریکہ، برطانیہ اور روس کی اس ضمانت پر روس کے حوالے کر دیا تھا کہ اُس پر حملہ کی صورت میں تینوں ضامن اُس کا مل کر دفاع کریں گے۔ لیکن جب 2022ء میں روس نے 1994ء میں کیے گئے اُس معاہدے کو تار تار کرتے ہوئے یوکرین پر حملہ کر دیا تو کسی ضامن نے حملہ آور کو روکنے کے لیے فوجیں نہ بھیجیں اور آج یوکرین ملبہ کا ایک ڈھیر بن چکا ہے۔ امیر تنظیم نے کہا کہ ایران کے ساتھ امریکہ کا متوقع معاہدہ درحقیقت گریٹر اسرائیل کے راستے کی ایک رکاوٹ کو دور کرنے کا بہانہ ہے۔ اسرائیل کا اصل نشانہ پاکستان کے ایٹمی اور دیگر عسکری اثاثہ جات ہیں جس کا چند برس قبل اسرائیلی وزیراعظم نیتن یاہو ایک انٹرویو میں برملا اظہار کر چکا ہے۔ امیر تنظیم نے کہا کہ اسرائیل، امریکہ اور بھارت پر مشتمل ابلیسی اتحادِ ثلاثہ پاکستان کے ایٹمی دانت توڑنے پر تُلا بیٹھا ہے لہٰذا ہماری سول و عسکری قیادت کو اس حقیقت کا ادراک کرتے ہوئے جوابی حکمتِ عملی تیار کرنا ہو گی۔ اگر پاکستان کو حقیقی معنوں میں اسلامی ایٹمی پاکستان بنانے کے لیے نفاذِ شریعت کی طرف پیش قدمی کی جائے تو نظریاتی، جغرافیائی اور عسکری تینوں سطحوں پر دجالی قوتوں کو دندان شکن جواب دیا جا سکتا ہے۔ آخر میں امیر تنظیم نے دعا کی کہ اللہ تعالیٰ حکومتِ پاکستان اور مقتدر حلقوں کو توفیق عطا فرمائے کہ وہ وطنِ عزیز کو صحیح معنوں میں اسلامی ایٹمی پاکستان بنانے کی طرف قدم بڑھائیں۔ اللہ تعالیٰ پاکستان کی تمام دشمنوں سے حفاظت فرمائے۔ آمین! (جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشرواشاعت، تنظیم اسلامی، پاکستان)

دجال کی عالمی حکومت اور نیو ورلڈ آرڈر کی حقیقت

قسط دوئم

رفیق چودھری

کفار کا منصوبہ: گریٹر اسرائیل

گزشتہ قسط میں ہم نے قرآن و حدیث کی روشنی میں جائزہ لیا تھا کہ بلادِ شام (فلسطین، لبنان، اُردن، شام) کے مستقبل کے بارے میں اللہ کا منصوبہ کیا ہے۔ اس مطالعہ سے تین بنیادی چیزیں ہمارے سامنے آئیں:

1۔ بلادِ شام میں جہاد شروع ہوگا اور اللہ پاک کی رحمت کے سائے اس سرزمین پر ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ اقوامِ عالم کے دلوں کو بلادِ شام کے مجاہدین کی طرف پھیر دے گا۔

2۔ پوری دنیا سے سچے اہلِ ایمان بلادِ شام کی طرف ہجرت کریں گے کیونکہ وہاں اللہ کے دین کے لیے لڑنے اور باطل کے خلاف مقدس جنگ کے مواقع ہوں گے۔

3۔ خلافت کا احیاء اسی سرزمین سے ہوگا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اسی سرزمین سے خلافت کا عالمی نظام قائم کریں گے۔ ان شاء اللہ

یہ اللہ تعالیٰ کا منصوبہ ہے۔ اس کے مقابلے میں ایک منصوبہ کفار کا ہے جسے آج کل گریٹر اسرائیل کا منصوبہ قرار دیا جا رہا ہے۔ اس حوالے سے اسرائیلی حکام اور عہدیداران کی طرف سے اکثر بیانات بھی سامنے آتے رہتے ہیں اور نقشے بھی لہرائے جاتے ہیں۔ جیسا کہ جنوری 2025ء میں اسرائیل کے آفیشل سوشل میڈیا پر گریٹر اسرائیل کا ایک نقشہ جاری کیا گیا جس میں فلسطین، اُردن، شام، لبنان اور کویت کو گریٹر اسرائیل میں ظاہر کیا گیا تھا۔ اس کے علاوہ عراق اور سعودی عرب کے بڑے حصے کو بھی گریٹر اسرائیل میں دکھایا گیا تھا۔ اس پر سعودی عرب اور متحدہ عرب امارات سمیت کئی عرب ممالک نے احتجاج کرتے ہوئے اِس منصوبے کو کالعدم قرار دیا اور بعض نے اس کی مذمت بھی کی لیکن عملی طور پر کسی بڑے عرب ملک کی جانب سے اس صہیونی منصوبے کے خلاف مزاحمت دکھائی نہیں دے رہی۔

گریٹر اسرائیل کا منصوبہ ابتدائی طور پر تھیوڈور ہرزل کی ڈائریوں میں ظاہر ہوتا ہے جو کہ صہیونی صحافی اور عالمی صہیونی تنظیم کا بانی تھا۔ 1904ء میں اُس نے واضح طور پر اعلان کیا تھا کہ گریٹر اسرائیل کی سرحدیں ''نیل سے فرات تک'' پھیلیں گی۔ اسی صہیونی تنظیم کے ایجنڈے کے مطابق 1917ء میں بالفور ڈیکلیریشن پاس ہوا جس میں صہیونی ریاست کے قیام کا وعدہ برطانوی حکومت کی طرف سے کیا گیا تھا اور اسی صہیونی سازش کے تحت خلافتِ عثمانیہ کا خاتمہ کر کے شام کو ٹکڑوں میں تقسیم کیا گیا اور پھر فلسطین میں یہودی آباد کاری کا سلسلہ شروع ہوا جو کہ مختلف سازشوں کے تحت بڑھتے بڑھتے بالآخر 1948ء میں اسرائیل کے قیام پر منتج ہوا۔ لیکن صہیونی منصوبے کے مطابق یہ گریٹر اسرائیل کے قیام کی ابتدا تھی جیسا کہ اس کا انکشاف 1947ء میں ہی ربی فش مین نے اقوامِ متحدہ کی خصوصی کمیٹی برائے فلسطین میں کر دیا تھا اور اسی تصور کو اسرائیلی پارلیمنٹ (کنیسٹ) کے دروازے پر کندہ کیا گیا:

''اور جب رب ابراہیم پر ظاہر ہوا تو اس نے اسے نیل سے فرات تک مقدس سرزمین عطا کی۔''

یہی تصور اسرائیل کے نصاب میں بھی شامل کیا گیا:

''اُس دن، خدا نے ابراہیم کے ساتھ عہد باندھا کہ: میں تیری اولاد کو یہ ملک دوں گا، مصر کی وادی سے لے کر عظیم دریائے فرات تک جو کہ کنیوں، کنیزی، قدمونی، حتی، فرزی، رفائیم، اموری، کنعانی، گرجاشی اور یبوسی کی سرزمین ہے۔''

جیسا کہ آگے چل کر ہم غیر جانبدار یہودی مذہبی رہنماؤں اور سکالرز کی آراء بھی پڑھیں گے کہ صہیونیوں کے ساتھ کسی بھی آسمانی کتاب میں ایسا کوئی وعدہ نہیں ہے۔ صہیونیوں نے فلسطین پر زبردستی قبضہ کیا ہے اور اس ناجائز قبضے کو مذہبی جواز فراہم کرنے کے لیے بائبل کی بعض آیات کی من پسند تاویلیں کی ہیں۔ 1948ء، 1967ء اور 1973ء کی عرب اسرائیل جنگوں میں امریکہ اور یورپی ممالک کی پشت پناہی میں اسرائیل نے گریٹر اسرائیل منصوبے کی طرف کھل کر پیش رفت کی اور اس کے بعد کبھی کیمپ ڈیوڈ معاہدہ اور کبھی ابراہم اکارڈ کے نام پر اس منصوبے کو آگے بڑھایا۔ یہاں تک کہ اکتوبر 2023ء کی غزہ جنگ کے بعد سے اسرائیلی حکام نے جارحانہ انداز میں گریٹر اسرائیل کے منصوبے کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کا آغاز کر دیا ہے۔ اس منصوبے کے تحت غزہ کے 20 لاکھ مسلمانوں کی نسل کشی امریکہ، برطانیہ اور اقوامِ متحدہ کی آنکھوں کے نیچے کی جا رہی ہے۔ غزہ پر کم و بیش ایک سال تک مسلسل بمباری کرنے کے بعد اسرائیلی وزیراعظم نیتن یاہو نے 27 ستمبر 2024ء کو اقوامِ متحدہ کی جنرل اسمبلی میں اپنی تقریر کے دوران دو نقشے لہرائے، جن میں مغربی کنارے اور غزہ کی پٹی کو اسرائیل کا حصہ دکھایا گیا تھا۔ 2024ء میں اسرائیلی کنیسٹ نے ایک بل کی منظوری دی جس میں گریٹر اسرائیل کو قانونی حیثیت دی گئی اور ایک قرارداد کے ذریعے مغربی کنارے میں

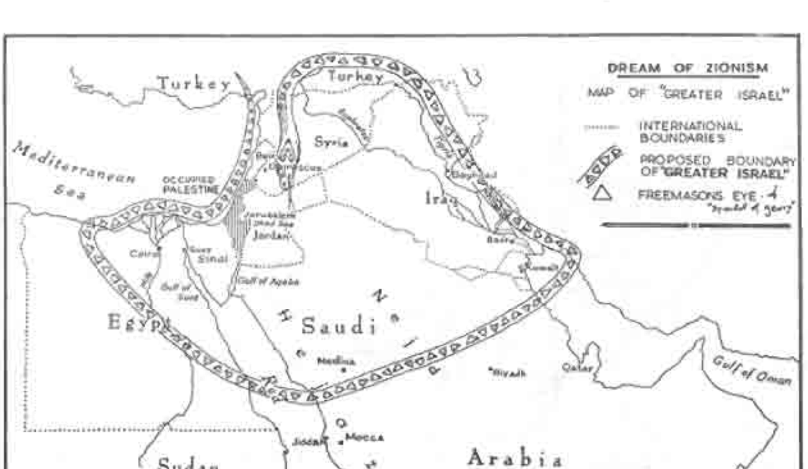

سعودی عرب، مصر، ایران، ترکی کے کئی علاقوں سمیت کویت، عراق، شام، لبنان، اردن اور فلسطین پر قبضے کا صہیونی منصوبہ

فلسطینی ریاست کے قیام کو مسترد کیا گیا اور فلسطین کو یہودی آبادی کے لیے ایک وجودی خطرہ کے طور پر بیان کیا گیا۔

حقیقت یہ ہے کہ حماس کے طوفان الاقصیٰ آپریشن سے پہلے ہی اسرائیلی حکام کی جانب سے گریٹر اسرائیل کے حق میں بیانات آنا شروع ہو چکے تھے۔ مارچ 2023ء میں اسرائیلی وزیر خزانہ بیزلیل سموٹریچ نے فرانس کے دارالحکومت میں ایک تقریب میں خطاب کیا جس میں اُس کے پوڈیم پر ''گریٹر اسرائیل'' کا نقشہ چسپاں تھا۔ اس نقشہ میں نہ صرف فلسطین بلکہ اُردن اور لبنان مکمل طور پر جبکہ شام کے بعض علاقوں کو بھی گریٹر اسرائیل میں دکھایا گیا تھا۔ اس پر اُردن نے احتجاج کے طور پر اسرائیلی سفیر کو طلب کیا۔ 15 جولائی 2023ء کو انتہا پسند ربی ایلیزر میلامڈ نے عبرانی سائٹ "یشیوا" پر اپنے مضمون میں گریٹر اسرائیل منصوبے کے خدوخال بیان کیے اور لکھا کہ "گریٹر اسرائیل" کی سرحدیں دریائے نیل سے لے کر عراق میں دریائے فرات تک پھیلی ہوئی ہیں۔ جنوری 2024ء میں اسرائیلی سیاست دان Avi Lipkin کا یہ بیان سامنے آیا:

''.... آخرکار، ہماری سرحدیں لبنان سے لے کر صحرائے عظیم، جو سعودی عرب ہے، اور پھر بحیرہ روم سے فرات تک پھیل جائیں گی۔ ہمارے پیچھے بحیرہ روم ہے، ہمارے سامنے کرد ہیں، لبنان، جسے واقعی اسرائیل کے تحفظ کی چھتری کی ضرورت ہے، اور پھر مجھے یقین ہے کہ ہم مکہ، مدینہ اور کوہ سینا بھی لے جائیں گے اور ان جگہوں کو پاک کریں گے۔''

ربی راڈک (Radak) کے مطابق:

''یہ عظیم تر اسرائیل (Greater Israel) کی سرحدیں ہیں، جو فقط مسایاح (دجال) کی آمد کے بعد پوری ہوں گی۔''

آئندہ قسط میں ہم جائزہ لیں گے کہ گریٹر اسرائیل منصوبہ کی اصل حقیقت کیا ہے؟ اور کیا واقعی تورات یا کسی آسمانی کتاب میں صہیونیوں سے اس سرزمین کا وعدہ کیا گیا ہے جسے وہ گریٹر اسرائیل کہتے ہیں؟ اس کے بعد ہم ان شاءاللہ یہ بھی جانیں گے کہ آسمانی کتابوں میں سرزمین موعود کا وعدہ اصل میں کس سے کیا گیا ہے اور غیر جانبدار یہودی علماء کی اس بارے میں کیا رائے ہے؟

''اسلام آباد'' ہو گر ''اُمت مسلمہ'' کا جنیوا....

ڈاکٹر ضمیر اختر خان

حالیہ عالمی حالات اور خاص طور پر امریکہ و ایران کے درمیان کشیدگی کے تناظر میں پاکستان نے جس بصیرت، تدبر اور جرات مندی کا مظاہرہ کیا ہے، وہ نہ صرف اس کی سفارتی کامیابی کا ثبوت ہے بلکہ اُسے مسلم امہ کی قیادت کے ایک مضبوط امیدوار کے طور پر بھی سامنے لاتا ہے۔ پاکستان کی سیاسی وعسکری قیادت امریکہ اور ایران دونوں کو پندرہ دن کی جنگ بندی اور اس دوران براہ راست مذاکرات سے اختلافات کے مستقل اور پُرامن حل کی تلاش پر تیار کرنے میں کامیاب ہوگئی۔ پوری انسانی برادری کو ناقابل تصور طور پر تباہ کن جنگ کے شعلوں سے بچانے کی پاکستان کی اس کاوش کو دنیا کی تقریباً تمام ہی حکومتیں اور قومیں خراج تحسین پیش کر رہی ہیں۔ اس صورت حال نے جنیوا کے بجائے پاکستان کے دارالحکومت کو عالمی سفارت کاری کا مرکز بنا دیا ہے اور اقبال کی یہ خواہش کہ ''تہران ہو گر عالم مشرق کا جنیوا.... شاید کرۂ ارض کی تقدیر بدل جائے'' تہران کے بجائے اسلام آباد کی شکل میں پوری ہوتی نظر آرہی ہے۔ جنگ بندی پر امریکہ سے زیادہ ایران کو رضامند کرنا مشکل تھا۔ پاکستان کے اسی کردار کو سامنے رکھتے ہوئے اقبال کا مصرعہ ''تہران ہو گر عالم مشرق کا جنیوا'' مستعار لے کر ''اسلام آباد'' ہو گر ''اُمت مسلمہ'' کا جنیوا، عالم اسلام کی تقدیر بدل جائے، کا عنوان اختیار کیا ہے۔ اس مضمون میں چند گزارشات پیش کی جائیں گی جن سے یہ حقیقت اجاگر کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ اگر پاکستان اپنی اس پالیسی کو تسلسل کے ساتھ آگے بڑھائے تو وہ امت مسلمہ کے لیے ایک حقیقی رہنما کردار ادا کر سکتا ہے۔

دنیا اس وقت ایک نازک موڑ پر کھڑی ہے جہاں طاقت، مفاد اور خودغرضی نے عالمی نظام کو عدم توازن کا شکار کر دیا ہے۔ جنگوں کی آگ، سفارتی کشیدگیاں اور اخلاقی زوال اس بات کا واضح ثبوت ہیں کہ انسانی ساختہ نظام انسانیت کو امن وسکون فراہم کرنے میں ناکام ہو چکے ہیں۔ ایسے حالات میں پاکستان، جو کلمۂ طیبہ کی بنیاد پر قائم ہونے والی واحد نظریاتی اسلامی ریاست ہے، ایک غیر معمولی ذمہ داری کا حامل ہے۔

حالیہ عالمی بحران میں پاکستان کی کامیاب سفارت کاری نے یہ ثابت کیا ہے کہ اگر قیادت مخلص ہو اور سمت درست ہو تو یہ ملک نہ صرف اپنے مسائل پر قابو پا سکتا ہے بلکہ پوری امت مسلمہ کی رہنمائی بھی کر سکتا ہے۔ مگر یہ کردار اُسی وقت مکمل اور مؤثر ہو سکتا ہے جب پاکستان اپنی بنیاد یعنی اسلام کی طرف حقیقی معنوں میں رجوع کرے۔

اسلامی نظام کا قیام محض ایک مذہبی نعرہ نہیں بلکہ ایک عملی ضرورت ہے۔ ایسا نظام جو عدل، دیانت، مساوات اور اجتماعی فلاح کو یقینی بناتا ہے۔ جب تک پاکستان اپنے اندرونی معاملات کو اسلامی اصولوں کے مطابق استوار نہیں کرے گا، وہ عالمی سطح پر ایک مؤثر اور قابلِ اعتماد قائد کا کردار ادا نہیں کر سکے گا۔

لہٰذا آج کا سب سے بڑا تقاضا یہ ہے کہ پاکستان اپنی نظریاتی اساس کو مضبوط کرتے ہوئے اسلامی نظام کے نفاذ کی طرف سنجیدہ اور عملی پیش قدمی کرے، تاکہ نہ صرف اپنی بقا کو یقینی بنا سکے بلکہ اُمت مسلمہ کے لیے ایک روشن مثال بھی قائم کر سکے۔

پاکستان کا ابھرتا ہوا سفارتی کردار: پاکستان نے حالیہ بحران میں جس طرح امریکہ اور ایران کو جنگ بندی پر آمادہ کیا، وہ ایک غیر معمولی کامیابی ہے۔ یہ اقدام محض ایک سفارتی کامیابی نہیں بلکہ ایک بڑی عالمی تباہی کو روکنے کی سنجیدہ کوشش بھی ہے۔ جب اقوام متحدہ اور او آئی سی جیسے عالمی ادارے بے بسی کا شکار نظر آرہے تھے، پاکستان نے عملی اقدام کر کے یہ ثابت کیا کہ وہ نہ صرف علاقائی بلکہ عالمی سطح پر بھی مؤثر کردار ادا کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ یہ کردار اس بات کا مظہر ہے کہ پاکستان محض ایک ریاست نہیں بلکہ ایک نظریاتی مملکت ہے، جس کے پاس امن، توازن اور انصاف پر مبنی ایک واضح پیغام موجود ہے۔

مسلم اُمّہ کی قیادت کا تقاضا: مسلم اُمّہ اس وقت شدید انتشار، سیاسی کمزوری اور فکری انتشار کا شکار ہے۔ ایسے میں ایک ایسی قیادت کی ضرورت ہے جو:

- اُمت کو متحد کر سکے
- عالمی طاقتوں کے سامنے جرات مندانہ مؤقف اختیار کرے

- انصاف پر مبنی نظام کو فروغ دے
- اور اُمت کے مفادات کا حقیقی تحفظ کرے

پاکستان، اپنے ایٹمی طاقت ہونے، مضبوط عسکری ڈھانچے، اور نظریاتی بنیادوں کی وجہ سے اس کردار کے لیے موزوں ترین ملک بن سکتا ہے۔

اسلام آباد میں منعقدہ امریکہ ایران مذاکرات اور اس کے عالمی سفارت کاری کا مرکز بننے کے تناظر یہ سوچ کہ ''اسلام آباد اُمتِ مسلمہ کا جنیوا بن سکتا ہے'' محض ایک ادبی خیال نہیں بلکہ ایک عملی امکان ہے۔ اگر پاکستان اپنی غیر جانبدار، متوازن اور اصولی سفارت کاری کو جاری رکھتا ہے تو اسلام آباد واقعی عالم اسلام کا بالخصوص اور عالم انسانیت کا بالعموم مرکز بن سکتا ہے، جہاں بین المسلمین اور دیگر عالمی تنازعات کا پُر امن حل تلاش کیا جائے۔ یہ مقام پاکستان کو نہ صرف عالمی عزت دے گا بلکہ مسلم دنیا کو بھی ایک مضبوط پلیٹ فارم فراہم کرے گا۔

چیلنجز اور خطرات

اگرچہ پاکستان کے لیے یہ ایک سنہری موقع ہے، لیکن اس کے ساتھ کئی چیلنجز بھی موجود ہیں:

- عالمی طاقتوں کا دباؤ
- علاقائی دشمنوں (خصوصاً بھارت و اسرائیل) کی سازشیں
- داخلی سیاسی عدم استحکام
- معاشی کمزوریاں
- اور سب سے بڑھ کر اسلام کے نظام عدل وقسط کی طرف تاحال پیش رفت نہ ہونا

ان چیلنجز کا مقابلہ کرنے کے لیے پاکستان کو داخلی استحکام، معاشی خودمختاری اور قومی یکجہتی کو یقینی بنانا ہوگا۔

اسلامی نظام کی طرف پیش قدمی: اس مضمون کا سب سے اہم نکتہ یہ ہے کہ پاکستان کو اپنی کامیابی کو محض سفارتی سطح تک محدود نہیں رکھنا چاہیے بلکہ اسے اسلامی نظام کے نفاذ کی طرف بھی پیش قدمی کرنی چاہیے۔ کیونکہ اصل قوت اللہ کی نصرت میں ہے، اور اللہ کی نصرت اسی وقت حاصل ہوتی ہے جب قومیں خود کو اس کے احکام کے مطابق ڈھالتی ہیں۔

اگر پاکستان واقعی اُمتِ مسلمہ کی قیادت کا خواہاں ہے تو اسے ایک عملی اسلامی ماڈل پیش کرنا ہوگا جو عدل، دیانت اور فلاح پر مبنی ہو۔ پاکستان اس وقت تاریخ کے ایک فیصلہ کن موڑ پر کھڑا ہے۔ اس کے پاس ایک نادر موقع ہے کہ وہ نہ صرف عالمی سطح پر امن کا علمبردار بنے بلکہ مسلم امہ کی حقیقی قیادت بھی سنبھالے۔ اس کے لیے ضروری ہے کہ:

- سفارتی کامیابیوں کو تسلسل دیا جائے
- داخلی استحکام کو یقینی بنایا جائے
- اور اسلامی اصولوں کو عملی طور پر نافذ کیا جائے

اگر پاکستان اس راستے پر ثابت قدمی سے آگے بڑھتا ہے تو وہ نہ صرف اپنی تقدیر بدل سکتا ہے بلکہ پوری امت مسلمہ کے لیے امید کی کرن بن سکتا ہے۔

آج جب پاکستان ایک فیصلہ کن تاریخی موڑ پر کھڑا ہے اور عالمی سطح پر اس کی سفارتی بصیرت کو تسلیم کیا جا رہا ہے، تو یہ موقع محض فخر کرنے کا نہیں بلکہ ایک بڑی ذمہ داری کو پہچاننے کا ہے۔ پاکستان کی سیاسی وعسکری قیادت نے جس حکمت، جرات اور تدبر کا مظاہرہ کیا ہے، وہ اس بات کا ثبوت ہے کہ اگر ارادہ مضبوط ہو تو ناممکن کو ممکن بنایا جا سکتا ہے۔ مگر اس کامیابی کو پائیدار بنانے اور اسے ایک حقیقی اسلامی قیادت میں ڈھالنے کے لیے ضروری ہے کہ اس کا رخ نفاذِ اسلام کی طرف موڑا جائے۔ یہی وہ مقام ہے جہاں دینی و مذہبی جماعتوں کا کردار نہایت اہم ہو جاتا ہے۔ ان جماعتوں کو محض تنقید یا محدود سیاسی مفادات سے بالاتر ہو کر ایک مثبت، متحد اور تعمیری کردار ادا کرنا ہوگا۔ انہیں چاہیے کہ وہ قوم کی فکری و اخلاقی تربیت کے ساتھ ساتھ حکمت اور بصیرت کے ساتھ ریاستی اداروں کا ساتھ دیں، تاکہ ملک میں ایسا نظام قائم ہو سکے جو حقیقی معنوں میں اسلامی اصولوں کا مظہر ہو۔ سیاسی قیادت، عسکری ادارے اور دینی جماعتیں اگر ایک صفحے پر آ جائیں اور اخلاص کے ساتھ اسلام کے عادلانہ نظام کے نفاذ کے لیے اپنی اپنی ذمہ داریاں ادا کریں تو پاکستان نہ صرف اندرونی طور پر مضبوط ہوگا بلکہ پوری امت مسلمہ کے لیے ایک عملی نمونہ بن کر ابھرے گا۔ یہی وہ راستہ ہے جو دنیا میں عزت، استحکام اور آخرت میں کامیابی کی ضمانت دے سکتا ہے۔ ان شاء اللہ عزوجل!

امیر تنظیم اسلامی کی چیدہ چیدہ مصروفیات

(9 تا 15 اپریل 2026ء)

جمعرات 09 اپریل: مرکزی امرہ کے اجلاس کی آن لائن صدارت کی۔

جمعۃ المبارک 10 اپریل: خطاب جمعہ (اردو تقریر) مسجد جامع القرآن، قرآن اکیڈمی، ڈیفنس کراچی میں ارشاد فرمایا۔ حلقہ خیبر پختونخوا کے تنظیمی دورہ کے لیے کراچی سے اسلام آباد اور وہاں سے امیر حلقہ، خیبر پختونخوا، آصف سیلاج کے ساتھ نوشہرہ روانگی ہوئی۔ رات وہیں قیام رہا۔

ہفتہ 11 اپریل: صبح نوشہرہ سے پشاور روانگی ہوئی۔ علاقائی مرکز خیبر پختونخوا کے لیے حاصل شدہ پلاٹ پر حلقہ خیبر پختونخوا کے تنظیمی دورہ کے حوالہ سے آمد ہوئی۔ حلقہ اور نئے رفقاء کا تعارف، تذکیری گفتگو، سوال وجواب کی نشست اور بیعت مسنونہ کا اہتمام ہوا، نیز دوپہر میں حلقہ کے ذمہ داران کے ساتھ تعارف اور سوال و جواب کی نشست ہوئی۔ شام میں نائب ناظم اعلیٰ خیبر پختونخوا زون، شمیم خٹک کے ساتھ چکدرہ روانگی ہوئی۔ رات وہیں قیام رہا۔

اتوار 12 اپریل: صبح نائب ناظم اعلیٰ خیبر پختونخوا زون اور امیر حلقہ، ملاکنڈ ممتاز بخت کے ساتھ حلقہ ملاکنڈ کے تنظیمی دورہ کے لیے مرکز حلقہ، تیمر گرہ روانگی ہوئی۔ حلقہ اور نئے رفقاء کا تعارف، تذکیری گفتگو، سوال وجواب کی نشست اور بیعت مسنونہ کا اہتمام ہوا، نیز حلقہ کے ذمہ داران کے ساتھ تعارف اور سوال وجواب کی نشست ہوئی۔ سینئر رفقاء محترم فہیم خان اور محترم گل رحمان سے بھی ملاقات ہوئی جو اجتماع میں شریک تھے۔ شام میں پشاور واپسی ہوئی۔ بعد ازاں دیرینہ رفیق محترم میجر (ر) فتح محمد صاحب کی عیادت کے لیے ان کے گھر جانا ہوا۔

پیر 13 اپریل: دن میں ڈی ایچ اے، پشاور میں تنظیمی ذمہ دار، ڈاکٹر طارق مسعود کے گھر پر ایک دعوتی نشست ہوئی جس میں مختلف شعبہ ہائے زندگی سے احباب شریک ہوئے۔ تنظیم کی دعوت اور منہج پر گفتگو فرمائی اور شرکاء کے ساتھ سوال وجواب کی نشست ہوئی۔ دوپہر میں کراچی کے لیے روانگی ہوئی۔

منگل 14 اپریل: بعد نمازِ عصر ایک معروف دینی درس گاہ کے ایک معروف عالمِ دین سے باہمی دلچسپی کے امور پر گفتگو رہی۔

بدھ 15 اپریل: حلقہ کراچی شرقی کے سینئر اور بزرگ رفیق ڈاکٹر انوار کی عیادت کے لیے ان کے گھر جانا ہوا۔ شام میں پروگرام ''زمانہ گواہ ہے'' کے لیے چند سوالات کے جوابات اور بعد ازاں سوشل میڈیا پر متحرک ایک نوجوان ضمیر الحسن کے ساتھ podcast ریکارڈ کروائی۔

معمول کی سرگرمیاں: نائب امیر صاحب سے تنظیمی امور کے حوالہ سے مستقل رابطہ رہا۔ متفقہ ترجمہ ونصاب قرآنی کے حوالہ سے ذمہ داریاں انجام دیں۔ معمول کے پروگراموں کی ریکارڈنگ کرائی۔ بعض رفقاء واحباب سے رابطہ رہا۔ گھر سے متصل ایک جگہ پر اہل محلہ کے اصرار پر ماہانہ حلقہ قرآنی کا اہتمام جاری ہے۔ الحمدللہ!

فساد فی الارض

عامرہ احسان
amira.pk@gmail.com

دنیا مسلسل زیروزبر ہوئی پڑی ہے۔ ایک ایسی دلدل جس سے نکلنے کی ہر کوشش مزید گہرائیوں میں دھکیلتی ہے۔ سورۃ التین سامنے رہتی ہے۔ اکیسویں صدی میں امریکہ، اسرائیل کا جنگی جنون اور اس میں درندگی کی انتہائیں اسی پر منطبق ہوتی ہیں۔ انبیاء کی سرزمین پر انسانیت کی عالی صفات شخصیات، جو عظمت و کاملیت کی عین ان بلندیوں پر ایستادہ تھیں کہ: 'ہم نے انسان کو بہترین ساخت پر پیدا کیا' صرف جسمانی طور پر حسنِ یوسفؑ نہیں، بلکہ اخلاق کردار، اطوار، صلح و جنگ، نجی اجتماعی، بین الاقوامی حیثیت میں انبیاء کو کامل و اکمل بنایا۔ ابراہیم علیہ السلام کی ذریت کی سرزمین، محمد ﷺ کا مقامِ معراج۔ یہ ہے مشرقِ وسطیٰ بالخصوص سرزمینِ فلسطین یا انبیاء کا خطۂ شام! (فلسطین، اردن، لبنان، شام پر مشتمل) وہی سرزمین آیت کے اگلے حصے میں آج کے حقائق دکھا رہی ہے۔ 'پھر اسے الٹا پھیر کر ہم نے سب نیچوں سے نیچ کر دیا، سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے، کہ ان کے لیے کبھی نہ ختم ہونے والا اجر ہے۔' (التین: 6-4)

یہی سرزمین آج اسفل السافلین کی زد میں ہے۔ اس کی ایجادات میں صرف ایٹم بم نہیں۔ جو ہیروشیما، ناگاساکی مناظر والے تاریخ کے سیاہ ابواب رقم کرے۔ اسرائیل نے غزہ میں وہ ہلاکت خیز تھرموبیرک بم استعمال کیے جو 3500 سینٹی گریڈ درجہ حرارت پر جل کر 3 ہزار فلسطینیوں کو بھاپ بنا کر اڑا گئے۔ نشان تک اجساد کا نہ چھوڑا۔ تم قتل کرو ہو کہ کرامات کرو ہو۔ جو تازہ لاشوں کو قبرستان ادھیڑ کر ان کے اعضاء 'اعلیٰ سائنسی مہارت' سے نکال کر محفوظ کر کے بین الاقوامی تجارتی منڈیوں میں ٹرانسپلانٹ کے لیے بیچ کر ڈالر کھرے کرتے ہیں! ان کی دولت کے ذرائع؟ جنگی معیشت، اپسٹین کو بچے، نوخیز لڑکیاں بیچ کر، دنیا کے وسائل (معدنیات، تیل، قیمتی دھاتیں) لوٹ کر، دمکتے شہر، بلند و بالا بلڈنگیں کھڑی کرتے ہیں۔ ذی شان کانفرنسوں کا رعب داب، دمکتے سوٹ بوٹ، انگریزی، فرنچ، AI (مصنوعی ذہانت) اور سوشل میڈیا کے ذریعے جھوٹ سچ کا ملغوبہ بیچ کر دنیا کو مبہوت، مسحور و مجبور کیے رکھنا ہے۔ ٹرتھ سوشل، ٹرمپ کا سرکاری بھونپو۔ سماجی رابطہ کاری کے لیے گلوبل چودھری کی پھرکی کی طرح قلابازی لگاتا پالیسی بیان جاری کرنے کا موبائل! جس پر 'ٹرتھ' (Truth) کے نام پر دجل، فریب جاری ہوتے ہیں۔

پہلے امریکہ اسرائیل نے مل کر سرزمین فلسطین کو خونِ مسلم سے رنگین کیا۔ یہ ہدف کم و بیش 4 لاکھ شہادتوں تک (بین الاقوامی ادارہ، Lancet) رپورٹ کرتا رہا۔ مگر اب دیکھیں تو تعداد آپ کو 2 لاکھ سے زیادہ نہیں ملے گی۔ ورنہ پورے غزہ کے ملبہ در ملبہ اونچی رہائشی عمارات میں مقیم جو دن رات مارے گئے، اندازہ مشکل نہیں! غزہ اور مغربی کنارہ اب ٹرمپ نے اسرائیل کے حوالے کر کے اگلی منزلیں سر کرنی تھیں۔

جنوبی امریکہ، گرین لینڈ، کینیڈا کو دھمکانا، تجارتی قلابازیاں، ٹیرف کی دھونس دھمکی، 'بورڈ آف پیس' تماشوں کی طوالت اور پھر یکایک ایران، اسرائیل اس دوران گریٹر اسرائیل مشن پر لبنان، شام پر جتا رہا۔ لبنان میں غزہ کے مناظر پیدا کیے۔ آمدِ دجال کی تیاری اور سیدنا مہدی کا ظہور اور شام میں احادیث میں مذکور ان کے مرکز کی مسلمانوں کو نہ زیادہ خبر ہے نہ دلچسپی۔ حبِ دنیا، کراہیۃ الموت کے اسیر شادیوں، بیاہوں، شاپنگوں، پلازوں، ساس بہو جھگڑوں، حسن و جمال کی دنیا، موبائل کی بے پناہ مصروفیات سے فارغ کہاں! نظام تعلیم نے مولوی کی نفرت رگ و پے میں اتار رکھی ہے۔ سو جو خدشہ علاماتِ قیامت میں پاکستان، افغانستان کی لشکرکشی اور مشترکہ رخ غزوۂ ہند یا لشکر عیسیٰ علیہ السلام بارے تھا، اُس کے خلاف تدابیر ہو چکیں۔ امریکہ اسرائیل بھارت ہم سے بڑھ کر ان احادیث کے حوالے سے پیش بندی کر چکے! بھارت کی اسلام دشمنی بالخصوص کشمیر میں ظلم کی انتہاؤں پر ہے۔ لازم ہے کہ پاکستان دخترانِ ملت کی (سربراہ) آسیہ اندرابی کی عمر قید، ان کی ساتھیوں ناہیدہ نسرین اور فہمیدہ صوفی کی 30،30 سالہ قید کو بین الاقوامی سطح پر اٹھائے۔ ڈاکٹر عافیہ کا قرضہ قوم پر ہنوز باقی ہے۔ دنیا کے لیے ثالثی اور اپنی مظلوم بیٹیوں کے لیے دادرسی مفقود؟ پناہ بخدا؟!

حالاتِ حاضرہ دیکھیے۔ پس منظر پر ہم نے روشنی ڈالنے کی ادنیٰ کوشش کی ہے۔ امریکہ، ایران مذاکرات اور پاکستان کا اس میں سفارتی کردار دنیا پر چھایا رہا۔ بھر بھر کر جہاز دونوں اطراف سے مہمانوں کے آئے۔ ہم نے شاندار میزبانی کی۔ مگر کئی دہائیوں کا قضیہ، 40 دن کی جنگ اور صرف 21 گھنٹے بات چیت؟ پوری دنیا کی نظریں اسلام آباد پر مرکوز رہیں۔ ایران، امریکہ ایک دوسرے کا عزم ناپتے تولتے رہے۔ (ایران کی جنگ امریکہ، اسرائیل کو بہت مہنگی پڑی۔) امریکی نائب صدر وینس نے 12 مرتبہ صدر ٹرمپ اور ایک مرتبہ نیتن یاہو کو کال کی۔ ان کا مقصود ایران کو ایٹمی عزائم، ان کی خواہشات کی تکمیل سے باز رکھنا تھا۔ ہرمز کنٹرول کا تنازعہ تھا۔ یہ ایران کی دکھتی رگ ہے کہ اس کی تیل کی برآمد روکی جائے۔ جس سے بقول ایرانی سفارت کاروں کے، تیل کی قیمت بڑھے گی۔ ادھر ٹرمپ کی دھمکی اتوار ہی سے تیار تھی کہ بات چیت ناکام ہوئی تو ہم فوراً ہرمز بلاک کر دیں گے۔

اسلام آباد سے واپسی پر امریکی زبان میں مزید سختی آئی ہے۔ مسائل کا حل نرم گفتاری میں تھا۔ مگر امریکہ، اسرائیلی چنگل میں گرفتار ہے۔ پہلے بھی اسرائیل نے دوران مذاکرات جنگ شروع کر دی تھی۔ 'دلوں کے چاک

رفو ے نہیں سلا کرتے۔ وفا کی آنچ سخن کا تپاک دوان کو!'

مگر امریکی، مہذب اردو زبان اور نرم خو، انصاف پسند، صلح جو اسلامی روایت سے نا آشنا تکبر، گھمنڈ، فرعونیت میں گندھے ہیں۔ یورپ سے نکل کر ریڈ انڈین (مقامی، آبائی امریکیوں) کو روند کر قبضہ جمانے کی غنڈہ گرد تاریخ کے حامل ہیں۔ تڑکا مزید لگ چکا ہے صہیونی اسرائیل کا۔ امریکی نژاد ویٹی کن کے پوپ لیو نے ٹرمپ کو عقل کے ناخن لینے کی نصیحت اور خود کو خدائی طاقت کے حامل ہونے کے نفسیاتی گمان سے نکلنے کی تلقین کیا کی، ٹرمپ، خبطِ عظمت کا مریض بھنا اٹھا۔ 'لیو چپ کر کے اپنے (مذہبی) کام سے کام رکھے، سیاست نہ بگھارے۔ حالانکہ ٹرمپ کی اپنی قومی، معاشی، ریپبلکن پارٹی کی ساکھ کی ضرورت ہے کہ وہ خود کو اسرائیل کی مسلط کردہ دیوانگی سے نکال کر ملکی صورت حال پر متوجہ ہو۔

ملک میں ان کی ساکھ گر رہی ہے۔ انتخابات میں ریٹنگ نیچے جا رہی ہے۔ خود کانگریس میں جنگ بند کرنے کا دباؤ ہے۔ ٹرمپ کے اعصاب شکستہ حال ہیں۔ لمحہ بھر ایران کے لیڈروں کی تعریف، دوسرے لمحے اسی سے متضاد اول فول جاری۔ اس کے دوبارہ جیتنے کے امکانات کم ہو رہے ہیں اور یہ اتنی ہی زور آوری دکھا رہا ہے۔ یورپ ساتھ چھوڑ چکا ہے۔ برطانوی وزیر اعظم پر سوموار کو جب دباؤ ڈالا گیا تو اس نے صاف جواب دے دیا۔ (ہم اس جنگ میں گھسیٹے جانے پر تیار نہیں۔ برطانیہ اپنے مفادات اور اپنے شہریوں کی سلامتی کو ترجیح دے گا خواہ ہم پر کتنا ہی دباؤ (امریکی) کیوں نہ ہو۔ نیز ہرمز کی بندش کو بھی سٹارمر نے سختی سے رد کیا۔

امریکی، ہرمز کی بندش (سوموار، شام ساڑھے پانچ بجے، ایرانی وقت۔) سے ہوئی۔ ٹرمپ نے کہا، امریکہ ہر اس جہاز کو بین الاقوامی پانیوں میں روکے گا جس نے ایران کو راہداری ٹیکس کی ادائیگی کی ہے۔ مجھے بات چیت کی پروا نہیں، ہو نہ ہو! امریکہ ہرمز کا بحری آمد و رفت کا عملی کنٹرول سنبھالے گا۔ جبکہ ایرانی فوج (گارڈز) کی تنبیہ یہ ہے کہ ہرمز کی طرف آنے والے فوجی جہاز جنگ بندی کی خلاف ورزی سمجھی جائے گی۔ ایران بھی اتنے ہی سخت گیر رویے پر قائم ہے۔ سپیکر محمد قالیباف نے طنزاً ٹرمپ کو کہا، 'جونہی نام نہاد بندش لگی تو تم آہیں بھرتے 5,4 ڈالر فی گیلن یاد کرتے رہ جاؤ گے۔ ٹرمپ کی نئی دھمکیاں ایرانی قوم کے لیے کوئی حیثیت نہیں رکھتیں۔ تم جنگ کرو گے تو ہم بھی تیار ہیں، تمہاری دھمکیوں پر نہ جھکیں گے۔' تاہم ہاتھیوں کی جنگ میں دنیا بھر کی غریب، متوسط آبادیاں رُل جائیں گی۔ ٹرمپ کے پہلے بیان پر ہی (نیول بندش) تیل کی قیمت 100 ڈالر فی بیرل سے اوپر بڑھ گئی۔ یو این نے کہا: ایران جنگ 32 ملین کو غربت میں دھکیل سکتی ہے۔ گلوب چہار جانب امریکہ، اسرائیلی وحشیانہ جنگوں تلے تھرا رہا ہے۔ ٹرمپ کی لسانی بمباری اور دو انگلیوں تلے جاری ٹرتھ سوشل۔ گلوبل مارکیٹ اوپر نیچے ہو کر اربوں ڈالر ایک طرف جیبوں سے نکلتے دوسری طرف جیبیں جا بھرتے ہیں۔ سود اور جوئے کا ملغوبہ ناپاک معیشت زندگیاں اجیرن کر رہا ہے۔ کروڑوں کے لیے مرگِ مفاجات! امریکہ، اسرائیل کے پیدا کردہ فساد فی الارض سے دنیا بھر میں بیداری کی لہر اُٹھ رہی ہے۔ باذن اللہ پاکیزہ فلسطینی خون رنگ لائے گا۔

❀❀❀

دعائے مغفرت
انا للہ وانا الیہ راجعون

☆ حلقہ کراچی شرقی گلزار ہجری کے ملتزم رفیق محترم وقاص مبین وفات پا گئے۔

☆ حلقہ کراچی شرقی، گلزار ہجری کے ملتزم رفیق محترم مستقیم احمد وفات پا گئے۔

☆ حلقہ فیصل آباد کے مبتدی رفیق محترم عبدالرشید وفات پا گئے۔

☆ حلقہ کراچی جنوبی کورنگی غربی تنظیم کے رفیق محترم سعد عبدالرحیم کی والدہ وفات پا گئیں۔

برائے تعزیت: 0312-2734125

☆ حلقہ کراچی جنوبی کے سنیئر رفیق محترم عبدالصمد ماجد کی اہلیہ وفات پا گئیں۔

☆ حلقہ خیبر پختونخوا جنوبی کے ناظم تربیت محترم پروفیسر فضل باسط کے چچا وفات پا گئے۔

برائے تعزیت: 0334-9162113

☆ حلقہ خیبر پختونخوا جنوبی' پشاور غربی کے ملتزم رفیق محترم میجر (ریٹائرڈ) فضل سبحان کے بڑے بھائی وفات پا گئے۔

برائے تعزیت: 0321-9057673

☆ حلقہ بہاول نگر، مروٹ کے امیر محترم حاجی محمد ریاض کے بڑے بھائی وفات پا گئے۔

برائے تعزیت: 0322-1020319

اللہ تعالیٰ مرحومین کی مغفرت فرمائے اور پس ماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے۔ قارئین سے بھی ان کے لیے دُعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَھُمْ وَارْحَمْھُمْ وَاَدْخِلْھُمْ فِیْ رَحْمَتِکَ وَحَاسِبْھُمْ حِسَابًا یَّسِیْرًا

گوشۂ انسدادِ سود

پاکستان میں انسدادِ سود کی کوششوں کی تاریخ اور مستقبل کے امکانات

(گزشتہ سے پیوستہ)

5) فیڈرل شریعت کورٹ کا فیصلہ 1991ء: نومبر 1991ء کے اس فیصلے کے مطابق ملکی مالیاتی نظام کے جملہ معاملات میں اور قوانین میں interest پر ''الربا الحرم'' کا اطلاق ہوتا ہے۔ مزید برآں ''مارک اپ'' کے نام پر جو نام نہاد غیر سودی فنانسنگ جاری ہے وہ بھی درحقیقت ''سود'' ہی ہے۔ کورٹ نے وفاقی حکومت کو ہدایت دی کہ 30 جون 1992ء تک تمام سودی معاملات سے سود کو ختم کر کے غیر سودی متبادلات کو جاری کیا جائے۔ ایسا نہ کرنے کی صورت میں مذکورہ تاریخ کے بعد سودی لین دین سے متعلق تمام قوانین غیر مؤثر ہو جائیں گے۔ (جاری ہے)

بحوالہ: ''انسدادِ سود کا مقدمہ اور وفاقی شرعی عدالت کے 14 سوال'' از حافظ عاطف وحید

آہ! فیڈرل شریعت کورٹ کے سود کے خلاف فیصلہ کو 1455 دن گزر چکے!

اخبارِ اسلام

غزہ، اصل صورتِ حال کیا ہے؟ (بشکریہ: فرینڈز آف فلسطین)

- اسرائیلی پارلیمنٹ کی جانب سے قیدیوں کے لیے سزائے موت کے قانون کی منظوری کے بعد، اسرائیلی حلقے اس فیصلے کو جشن کے انداز میں پیش کر رہے ہیں، پھانسی کی رسیاں، مہلک ہتھیار اور زہریلے انجکشن جیسے تصورات کھلے عام زیرِ بحث لائے جا رہے ہیں، جس کے نتیجے میں قیدیوں کو سزائے موت جیسے انتہائی اقدامات تک پہنچانے کا خطرہ بڑھ گیا ہے۔ صدر هيئة علماء فلسطین نواف تکروری کا کہنا ہے کہ قابض دشمن کی جیلوں میں قید اسیران کی آزادی اُمتِ مسلمہ کی اجتماعی ذمہ داری ہے، جس کے لیے ہر سطح پر آواز اٹھانا ضروری ہے۔ ترجمان القسام بریگیڈز ابوعبیدہ نے کہا ہے کہ فلسطینی قیدیوں کے لیے سزائے موت کے قانون کا فیصلہ خاموش اور بے حس دنیا کے ماتھے پر بدنما داغ ہے۔ اس پر خاموشی اختیار کرنا خطرناک طرزِ عمل ہے۔
- قابض اسرائیلی افواج نے شمالی مقبوضہ مغربی کنارے میں واقع جنین کے جنوبی گاؤں الفندقومیہ کی اراضی کے وسیع رقبے پر فوجی مقاصد کے بہانے قبضے کا نوٹس جاری کیا ہے۔ اس نوٹس کے ذریعے مذکورہ گاؤں کی تقریباً 8 ہزار 950 مربع میٹر زمین ہتھیانے کا منصوبہ بنایا گیا ہے۔
- قابض اسرائیلی افواج کی جانب سے غزہ کی پٹی میں سیز فائر یا جنگ بندی کے معاہدے کی خلاف ورزیوں کا سلسلہ بدستور جاری ہے، جہاں مختلف علاقوں میں پناہ گزین مراکز اور بے گھر فلسطینیوں کے اجتماعات کو آرٹلری، ڈرون طیاروں اور فائرنگ کے ذریعے نشانہ بنایا جا رہا ہے، جس کے نتیجے میں متعدد فلسطینی جامِ شہادت نوش کر چکے ہیں اور کئی زخمی ہوئے ہیں۔ قابض اسرائیل اشیاء کی نقل و حرکت کو کنٹرول کر کے 'بھوک کی انجینئرنگ' کی پالیسی پر عمل پیرا ہے اور اُس انسانی پروٹوکول کی خلاف ورزی کر رہا ہے جس کے تحت روزانہ 600 امدادی ٹرکوں کا داخلہ لازمی ہے۔
- مراکش کے عوام نے مختلف شہروں میں اقصیٰ اور اسیران کے ساتھ عہد کی تجدید کی پکار پر لبیک کہتے ہوئے بھرپور عوامی مظاہرے کیے۔ یہ اجتماعات فاس، طنجہ اور رباط میں ہوئے۔ شرکاء نے پیغام دیا کہ یہ مظاہرے فلسطین کے ساتھ جاری وابستگی اور بائیکاٹ کی جدوجہد کو جاری رکھنے کے عزم کا اظہار ہیں۔
- گزشتہ تیس ماہ سے جاری نسل کشی اور خونریزی کے سائے میں جہاں ہر سو زندگی سسک رہی ہے، وہاں محفوظ بیت الخلاء اور طہارت جیسی بنیادی انسانی ضرورت کی فراہمی بھی ناممکن ہو کر رہ گئی ہے۔ قابض اسرائیلی دشمن کی وحشیانہ بمباری نے جہاں ہنستے بستے گھروں کو قبرستانوں میں بدل دیا، وہاں شہری ڈھانچے اور سیوریج کے نظام کو بھی پیوند خاک کر دیا۔ وزارت صحت فلسطین کے مطابق 11 اکتوبر 2025ء کے جنگ بندی کے اعلان کے بعد کے اعداد و شمار کچھ یوں ہیں شہداء: 754، زخمی: 2100، نکالی گئی لاشیں: 760۔ جبکہ 7 اکتوبر 2023ء سے اب تک مجموعی اعداد و شمار اس طرح سے ہیں۔ شہداء: 72333 زخمی: 172202۔ یہ اعداد و شمار غزہ میں جاری انسانی بحران کی سنگینی واضح کر رہے ہیں، جہاں بنیادی سہولیات اور امدادی رسائی شدید متاثر ہے۔ ہماری دعائیں غزہ کے بہادر عوام کے ساتھ ہیں۔ اُن کے تحفظ اور انصاف کے لیے آواز بلند کرنا ہم سب کی ذمہ داری ہے۔

مسلم دنیا سے متعلق دیگر ممالک کی اہم خبریں

- **امریکہ: سینیٹر برنی سینڈرز نے اسرائیل کو اسلحہ فراہم کرنے سے روک دیا:** سینیٹر برنی سینڈرز نے اسرائیل کو 500 ملین ڈالر مالیت کے اسلحے کی فراہمی روکنے کی کوشش کی ہے۔ اُن کا کہنا ہے کہ اسرائیل کی مزید حمایت اب قابلِ قبول نہیں ہے۔ امریکی ٹیکس دہندگان نیتن یاہو حکومت کے جنگی اخراجات نہیں اُٹھا سکتے۔ غزہ، ایران اور لبنان میں شہریوں کے قتل اور بے دخلی کی فنڈنگ بند ہونی چاہیے۔ اسرائیل کو اسلحے کی فراہمی روکنے کے لیے ووٹنگ کرائی جائے گی۔
- **فلوریڈا میں شریعہ قانون پر پابندی:** ریاست فلوریڈا کے گورنر ران ڈی سانٹیس نے ریاست میں شریعہ قانون اور دہشت گرد گروہوں پر پابندی کے قانون پر دستخط کر دیئے ہیں جس کے تحت ایسے غیر ملکی اور مذہبی قوانین بشمول شریعہ قانون پر پابندی ہوگی۔
- **سعودی عرب: دفاعی معاہدے کے تحت پاکستان کا فوجی دستہ پہنچ گیا:** وزارت دفاع نے کہا ہے کہ سعودی عرب کے ساتھ دفاعی معاہدے کے تحت پاکستان کا فوجی دستہ کنگ عبدالعزیز ایئربیس پہنچ گیا ہے۔ فوجی دستہ پاک فضائیہ کے فائٹر اور سپورٹ طیاروں پر مشتمل ہے۔
- **اسرائیل: ایران جنگ ساڑھے گیارہ ارب ڈالر سے زائد میں پڑی:** اسرائیلی وزارت خزانہ نے کہا ہے کہ ایران کے ساتھ جنگ پر اب تک 11 ارب 52 کروڑ ڈالر کے سرکاری اخراجات آئے ہیں، ان میں 7 کروڑ 25 ارب ڈالر سے زائد دفاعی اخراجات ہیں۔ واضح رہے کہ دفاعی اخراجات کے لیے تقریباً 3.2 ارب ڈالر اضافی بھی مختص کیے ہیں، جس سے فوجی اخراجات مزید بڑھ سکتے ہیں۔
- **جنگ بندی کا مطالبہ لے کر ہزاروں افراد سڑکوں پر آ گئے:** ایران کے ساتھ جنگ بندی کے بعد ملک بھر میں جنگ مخالف احتجاجی مظاہرے شدت اختیار کر گئے ہیں۔ تل ابیب کے حبیمہ اسکوائر میں ہونے والے بڑے احتجاج میں ہزاروں افراد شریک ہوئے۔ مظاہرین نے حکومت کی جنگی پالیسیوں اور لبنان و خطے میں جاری عسکری کارروائیوں کے خلاف نعرے لگائے۔
- **اسپین: تہران میں اپنا سفارت خانہ دوبارہ کھول دیا:** وزیرِ خارجہ جوز مانوئل الباریس نے تہران میں اپنے سفیر کو ہدایت دی ہے کہ وہ تہران جا کر اپنی ذمہ داریاں سنبھالتے ہوئے سفارت خانہ کو فعال کریں کیونکہ اسپین ہر ممکن طریقے سے امن کی کوششوں میں شامل ہونا چاہتا ہے۔
- **ایران: ہیکر گروپ کا امریکہ پر حملے روکنے کا اعلان:** ایران سے تعلق رکھنے والے ''ہندالہ'' نامی ایک ہیکر گروپ نے کہا ہے کہ جنگ بندی کے بعد امریکا کے خلاف سائبر حملے عارضی طور پر روک دیئے گئے ہیں، تاہم دیگر اہداف کے خلاف اپنی کارروائیاں جاری رہیں گی۔ ہیکر گروپ نے خبردار کیا ہے کہ ہم امریکا کے بنیادی انفرااسٹرکچر کو نشانہ بنانے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔
- **عراق: کرد سیاستدان نزار آمیدی صدر منتخب:** کرد سیاستدان نزار آمیدی عراق کے صدر منتخب ہو گئے ہیں۔ واضح رہے کہ عراق میں پارلیمانی الیکشن گزشتہ نومبر کو ہوئے تھے۔

تحقیق: خالد نجیب خان (معاون مرکزی شعبہ نشر و اشاعت)

چمکدار صفائی
گہرائی تک اثر

شاندار صفائی، اُجلی دھلائی
کم مقدار، زیادہ صفائی
منفرد اور دیرپا خوشبو
رنگوں کی حفاظت
کپڑوں کی حفاظت
جلد کی حفاظت

میرا با اعتماد
انتخاب

شاندار صفائی
کم پیسے، زیادہ دھلائی
بھرپور جھاگ، داغوں کا صفایا
مہکتی خوشبو

JR Industries:
Shah House, Plot # A89-91, Dhani Bux,
Sector 51-A, Scheme 33, Karachi Pakistan

For Online Order
0304 706 1265
jri.com.pk

Vol: 35 Regd. No. C.P.L NO.114 No.15

Weekly **Nida-e-Khilafat** Lahore